قصائد خاقانی

معہ مقدمہ

مرتبہ

قصائد حکیم خاقانی

معہ مقدمہ

یعنی

حسان العجم افضل الدین خاقانی شروانی کے

حالات زندگی اور اُن کے کلام پر

نقد و تبصرہ

اور

قصائد کا انتخاب

جس کو

جناب حافظ جلال الدین احمد جعفری زینبی

ایم۔آر۔اے۔ایس (لندن) نے

مرتب کیا

عبد الواسع جعفری کے اہتمام سے

۱۹۲۰ء

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں چھپا

قیمت فی جلد عمر

فہرست مضامین مقدمہ وقصائد خاقانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ بر قصائد خاقانی

تمہید

اقسام نظم میں قصیدہ سب سے ضروری نظم ہے۔ قدما میں کمال شاعری کا دار مدار محض قصیدہ گوئی پر تھا۔ جو شاعر اس صنف پر جسقدر زیادہ قدرت رکھتا تھا اُسی قدر شاعری میں اُسکا مرتبۂ کمال زیادہ سمجھا جاتا تھا۔ چھٹی صدی ہجری میں جو قدما کے دور کا آخری زمانہ ہے ۔ قصیدہ گوئی کی ترقی معراج کمال پر پہنچ چکی تھی۔ اُس زمانہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کامل اساتذہ کا جس کثرت سے مجمع تھا اس کی نظیر آجتک نہیں مل سکتی۔ اُس زمانہ میں شاعر کے لئے صرف یہی ضروری نہ تھا کہ وہ فن شاعری میں کمال رکھتا ہو۔ بلکہ اُس کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ دیگر علوم متداولہ میں بھی پوری دستگاہ رکھتا ہو۔

جو لوگ شاہی خدمات پر مامور تھے مثلاً ندیم ۔ وزیر ۔ امیر وغیرہ ۔ حتّے کہ حاجب ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو حکیم یا فاضل یا کسی فن میں کامل نہ ہو۔

وُزرا و اُمرا جن لوگوں کو شاہی خدمات کے لئے پیش کرتے تھے پہلے خود اُس کی استعداد کا اندازہ کر لیتے تو پیش کرتے ۔ اور خود سلاطین بھی قابل اور اکثر اُن میں شاعر بھی تھے ۔ اور شعرا کی قدر کرتے تھے ۔ ان سلاطین میں سے آلِ سلجوق کے درباری شعرا کی تعداد سب سے زیادہ تھی ۔

اتابکان فارس کے شعرا میں ظہیر الدین فاریابی ۔ نظامی گنجوی ۔ اور خوارزم شاہی میں رشید الدین وطواط ۔ اور شاہان شروان میں منوچہری دامغانی خاقانی شروانی ۔ خواقین سمرقند میں امیر عمق غزنویہ میں حکیم سنائی ۔

ان شعرا میں حکیم انوری ۔ ظہیر فاریابی ۔ حکیم خاقانی ۔ نظامی گنجوی کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی ۔

باوجودیکہ دنیائے شاعری میں خاقانی بڑی عزّت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے ۔ مگر تذکرہ نویسوں نے اُس کے حالات لکھنے میں بہت کوتاہ قلمی سے کام لیا ہے ۔ خصوصاً علامہ شبلی نے تو شعر العجم میں مشاہیر شعرا کی فہرست میں ان کا نام بھی نہیں لکھا ۔ اس لئے ان کے قصائد ۔ قطعات اور مثنوی

تحفۃ العراقین سے ان کے حالات اخذ کر کے لکھے جاتے ہیں۔ میں اپنے مکرم عنایت فرما جناب قاضی ممتاز حسین صاحب سجے پوری کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انھوں نے اس خدمت میں مجھے بہت مدد دی۔

حکیم خاقانی کے حالات

ابراہیم نام۔ افضل الدین لقب۔ ابی بدیل کنیت۔ خاقانی تخلص تھا۔ یہ ۵۰۰ھ میں پیدا ہوا۔

خاقانی ابھی بچہ ہی تھا کہ باپ نے اس کو اپنے سایہ عاطفت سے جدا کر دیا۔ اُس کے چچا عمر ابن عثمان نے سات برس تک تعلیم و تربیت کی۔ علم لغت۔ ریاضی۔ فلسفہ اور فن شاعری میں اُس کو ماہر کر دیا۔ جب خاقانی فن شاعری میں کامل ہو گیا تو اُس کے چچا نے اُس کو حسان العجم کا لقب عنایت فرمایا۔

خاقانی ۲۵ برس کا تھا کہ اُس کے چچا کا انتقال ہو گیا۔ چچا کے مرنے کا اُس کو سخت رنج ہوا۔ اُس کا چچازاد بھائی امام وحید الدین عثمان جو اُس کا ہمسبق تھا اور طب۔ نجوم۔ حکمت۔ علم الٰہی صرف و نحو وغیرہ میں اس سے بہت قابل تھا اُس کے ساتھ رہنے لگا۔

خاقانی کو جوانی ہی میں تصفیہ باطن کا خیال آیا تو ملک السادات

امام شرف الدین محمد ابن مظہر علوی کے خدمت میں حاضر ہوکر ریاضات و مجاہدات کرکے تصفیہ باطن حاصل کیا۔

ابو العلاء گنجوی شاہ شرواں خاقان کبیر جلال الدین اختستان منوچہر کے دربار میں ملک الشعرا تھا اور بڑی شان و شوکت اور قدر و منزلت رکھتا تھا۔ خاقانی نے شاعری ابو العلاء گنجوی سے سیکھی تھی۔ ابو العلا خاقانی پر نہایت مہربان تھا۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ اسی کی وساطت سے خاقانی کی خاقان کبیر کے دربار میں رسائی ہوئی تھی۔

جب خاقانی کو جاہ و ثروت حاصل ہوئی۔ اور دور دور اس کی شہرت ہوئی تو اس کو غرور ہو گیا۔ وہ اپنے محسن اور شفیق استاد کے احسان کو بھول گیا۔ ان سے بے التفاتی کرنے لگا۔ ابو العلا کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ اور اس نے خاقانی کی ہجو کہی۔ خاقانی ان اشعار کو سن کر بہت ہی چراغ پا ہوا۔ لیکن ابو العلا استاد تھا۔ محسن تھا۔ کیا کر سکتا تھا۔ چند اشعار لکھ کر استاد سے معافی مانگی۔ مگر ابو العلا کا غصہ اور بڑھا۔ اور اس نے خاقانی کی پھر ہجو کہی۔ اب خاقانی کو بھی تاب نہ رہی اس نے بھی استاد کی ہجو لکھی۔ اس وقت سے خاقانی کے دل میں استاد کی طرف سے ایسی کدورت ہوگئی کہ آخر عمر تک نہ گئی۔

خاقانی کی طالب علمی کا زمانہ تھا کہ شرواں میں سخت قحط پڑا۔ خاقانی نے عراق جانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ شرواں سے روانہ ہوا۔ قہستان ہوتا ہوا عراق پہنچا۔ بادشاہ شکارگاہ میں تھا۔ یہ شاہی لشکرگاہ میں گیا۔ اور کئی روز تک اس جستجو میں سرگرداں رہا کہ کسی شاہی مقرب سے ملاقات ہو جائے تو اُس کے ذریعہ سے شاہی دربار میں رسائی ہو جائے۔

ایک روز شام کو یہ لشکرگاہ میں چکر لگا رہا تھا کہ جمال الدین موصلی سے ملاقات ہو گئی۔ جمال الدین موصلی شاہِ عراق کے دربار میں صدا لوزرا تھا۔ اور اتنا معزز و محترم سمجھا جاتا تھا کہ شاہِ عراق اُس کو اپنا باپ اور خلیفہ اور اپنا بھائی کہتا تھا۔

جمال الدین موصلی اور خاقانی میں جو گفتگو ہوئی اُس کو خاقانی نے تحفۃ العراقین میں اس طرح نظم کیا ہے ؎

گفتا چہ کسی؟ و چیست نامت؟ اصلت ز کجا؟ کجا مقامت؟
گفتم متغلے سخندان میلادِ من از بلادِ شرواں
بودم چو خلیل عہد اول فرزند درو گرے معطل
در غار بلا گزیدہ آرام انگشتِ خرد مزیدہ مادام
در بتکدۂ ہوا رسیدہ بر ہمزدہ ہر بتے کہ دیدہ
در بند بخوہم چاہ ماندہ ہذا ربی خطاب راندہ

پس کرده بروی قبلهٔ راز　　الیٰ وجهت وجهی آغاز

رشک آمده چرخ راز حالم　　افگنده بدوزخ و بالم

پس چشمهٔ لطف برگذشته　　وان دوزخ من بهشت گشته

پس ساخته از پی منازل　　در وادی عشق کعبهٔ دل

واخر ز برای قرب یزدان　　فرزند ضمیر کرده قربان

گفتا بعراق چون فتادی　　زان ناحیه چون برون فتادی

گفتم که دران دیار پرشور　　نان شیرین بود و آبها شور

آن خطّه بدست قحط اسیر است　　جالیش نه محلّ ولیذ پراست

پیراهنش آبهای ناخوش　　بالاش مظلهای آتش

از صنعت چرخ دوست گردش　　دوزخ ز برد جحیم گردش

غافل چه کند سواد خضراش　　آن شهر که دوزخ است بالاش

بختم سفر عراق فرمود　　زان آب و هوای قحط فرسود

چون راه عراق درکشیدم　　نعمتکدهٔ بهشت دیدم

می پویم تا جوار درگاه　　بر بوی قبول حضرت شاه

پروانهٔ خویش کن پناهم　　تا راه دهد ببارگاهم

کان بارگه از چه معجز آرد　　دارد همه چون سپهر مدار

گرچه ز حد ثنا است برتر　　نگریزدش از چو من ثناگر

اس کے بعد ملک الوزرا نے خاقانی کو نصیحت کی اور سمجھایا کہ ہمارا بادشاہ بڑا دقیقہ رس اور خوردہ شناس ہے تو ابھی نو آموز طالب علم ہے۔ تیرا وہاں تک پہنچنا دشوار ہے۔ ابھی اور علم حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ یہ خامی دور ہو جائے۔ جب پختہ ہو جائے اُس وقت عراق کی طرف آنا۔

خاقانی نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اتنا لمبا سفر کیا۔ جہاں قحط پڑ رہا ہو وہاں خالی ہاتھ کیا جاؤں۔ اگر لوگوں نے پوچھا کہ تو نے خواجہ سے کیا پایا تو کیا جواب دوں گا۔ ناکام لوٹا تو یہی کہنا پڑے گا کہ خواجہ منحوس تھا۔ اُس نے کچھ نہ دیا۔

اُس پر ملک الوزرا نے خاقانی کو ایک انگوٹھی دی۔ جس پر اسم اعظم کندہ تھا۔ اور ہدایت کی کہ تو اس انگوٹھی کو نہ کسی کو دینا نہ بیچنا۔ اپنے ہی پاس رکھنا۔

خاقانی کہتا ہے کہ میں نے وہ انگوٹھی لے لی۔ ملک الوزرا کا شکریہ ادا کیا۔ اور اُس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور انگوٹھی لیکر عراق سے لوٹا۔ اور قہستان ہوتا ہوا النشر میں آیا۔ وہاں سے شروان پہنچا۔ اُس انگوٹھی کے اثر سے بخار جاتا رہتا تھا۔ اور بچہ آسانی سے پیدا ہوتا تھا۔

جب اس انگوٹھی کی شہرت ہوئی۔ اور یہ خبر خاقان کبیر تک پہنچی۔ تو اُس نے فوراً قاصد بھیجا۔ اور انگوٹھی طلب کی۔ خاقانی نے انگوٹھی

دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ بادشاہ کو انصاف کرنا چاہئے۔ زبردستی کسی سے چیز چھیننا سراسر ظلم ہے۔ بادشاہ نے کہلایا کہ اس کی قیمت تو مجھسے جو مانگے گا میں دوں گا۔ حتے کہ اگر کوئی شہر مانگے گا تو اس کے بھی دینے میں تامل نہ کروں گا۔

خاقانی نے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ یہ مال وقف ہے مجھے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ میں اس کو دوں یا فروخت کروں۔

خاقانی کہتا ہے کہ میں جب اُس انگوٹھی کو پہن لیتا تو میری بہت قدر کی جاتی۔ چہرہ کی زردی اور دل کی کمزوری اُس سے دور ہو جاتی۔ میں اُس کو کبھی عمامہ میں کبھی جیب میں اور کبھی اپنے گھر کے کسی گوشہ میں رکھتا جب انگوٹھی کو اپنے پاس سے علیحدہ کرتا تو بدحواس سا رہتا۔ خیالات فاسدہ کا غلبہ ہوتا۔ حرص و طمع بڑھ جاتی۔ سلاطین و اُمرا کی مدح سرائی کی رغبت پیدا ہوتی۔ اور میں روزی کی طلب میں دربدر مارا پھرتا۔

آخر میں ایک رات کچھ غور و فکر میں تھا کہ یکایک مجھے دنیا سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اور میں مست وحدت ہو گیا اور ہفت طبق مجھپر روشن ہو گئے صبح کا وقت تھا کہ حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ اُنھوں نے خوش ہو کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ میں نے اُن کے سامنے پیشانی زمین پر رکھ دی مجھے خیال آیا کہ یہ انگوٹھی حضرت خضر کو نذر کر دینی چاہئے میں فوراً ہی

انگوٹھی لایا۔ میں نے اُن کے قدموں کو چوما۔ اور وہ انگوٹھی اُن کے نذر کردی۔
اُنھوں نے پوچھا کہ یہ انگوٹھی کہاں سے تیرے ہاتھ لگ گئی۔ میں نے
عرض کیا کہ عراق گیا تھا۔ وہاں خواجہ جمال الدین موصلی نے مجھے یہ
انگوٹھی عنایت فرمائی۔ حضرت خضر نے مجھے ایک اور انگوٹھی دی۔ اور
فرمایا کہ اس کو بائیں ہاتھ میں پہننا اور اُس کو داہنے ہاتھ میں۔ میں نے
حضرت کا شکریہ ادا کیا۔

خاقانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ حضرت یہاں
آپ کے قدم رنجہ فرمانے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ کل رات کو
کوہ لبناں پر میں ایک دعوت میں شریک تھا۔ وہاں قطب۔ غوث۔
ابدال۔ اوتاد وغیرہ سب جمع تھے۔ ایک سالک نے تیرے اشعار پڑھے۔
اُس سے لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے بھی عمامہ کے
ٹکڑے کر ڈالے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ شاعر کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں نے
جواب دیا کہ شرواں کا۔ اس کو نعت خواں خاقانی کہتے ہیں۔ سب نے
بالاتفاق کہا کہ ایسا قابل اور دنیاوی تعلقات میں گرفتار۔ اے خضر!
آپ تشریف لیجائیں۔ اور اُس کو نصیحت کریں۔ میں صرف اسی وجہ سے
آیا ہوں۔

اے خاقانی تو گوش ہوش سے ان نصیحتوں کو سن۔ سب نصیحتوں سے

بہتر یہ نصیحت ہے۔

"زمانہ زہر قاتل ہے تو اس کو شہد نہ خیال کر۔ اس سے بچتا رہ۔ صبح کی بہار اور شام کا حسن تجھے فریب میں نہ ڈالدے۔ رات زنگی سپاہی ہے اور دن سپید دیو۔ یہ دونوں تیری تخریب میں ہیں۔ تو ان دونوں سے ہوشیار رہ۔ اُس شخص پر افسوس ہے جس کو آسمان عیش و خرّمی کی خوشخبری سناتا ہے اور وہ اُس کے فریب پر ایسا فریفتہ ہے کہ اسرار الٰہی کے دریافت سے باز رہتا ہے۔ دنیا کے جھگڑوں میں ایسا پھنستا ہے کہ خواہشات جسمانی ہی میں اپنی عمر عزیز کو برباد کر دیتا ہے۔ جو لوگ اِن زخارفِ دنیاوی میں گرفتار ہیں وہ نقصان اور فساد کے سوا کچھ نہ پائیں گے۔"

خاقانی کہتا ہے کہ جب حضرت خضر نے میرے دل کو وعظ و نصیحت سے گرمایا تو شرم سے میری نظر نیچی ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خضر سے میں نے بہت سے علمی سوالات کئے۔ حضرت خضر نے فرمایا کہ یہ سب شیطانی باتیں ہیں اس کو چھوڑ دے۔ خدا اور رسول کے احکام میں غور کر۔ اور روح کی ترقی کی فکر کر۔

خاقانی نے ۱۶ برس کی عمر سے پہلے شعر کہنا شروع کیا تھا۔ اسی عمر میں اُس کو دربار شاہی میں رسائی ہو چکی تھی۔ اُس نے اپنے بچپن ہی میں ابوالفتح فخرالدین شروان شاہ منوچہر کی تعریف میں یہ قصیدہ کہا تھا ؎

صفتے است حسن اوراکہ بوہم درنیاید　　روشے است عشق اوراکہ بگفت درنیاید

اُس کے بعد ابوالفتح کا بیٹا خاقان کبیر جلال الدین اختساں شرواں کے تخت سلطنت پر بیٹھا۔ خاقانی اُس کی تعریف میں کہتا ہے۔

میوۂ دولت منوچہر است　　اختسان افسر کیان ملوک

خاقان کبیر خاقانی کی نہایت عزت کرتا تھا جس نے حکم دیا تھا کہ خاقانی کو ہر قصیدہ پر ہزار اشرفیاں انعام دی جائیں۔ اور وقتاً فوقتاً جو انعامات ملتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔

خاقانی نے اپنے عمر میں دو بار حج کیا۔ پہلا حج ۳۰ برس کی عمر میں۔ دوسرا پچاس برس کی عمر میں۔ چونکہ خاقان کبیر اُس کو بہت عزیز رکھتا تھا یہ نہ چاہتا تھا کہ وہ مجھسے ایک دم کے لئے بھی جدا ہو۔ اسی لئے اس کو حج کے لئے اجازت لینے میں دونوں بار دقت ہوئی۔ دوسرے حج میں جب بادشاہ نے اجازت نہ دی تو اُس نے شاہی ملازمت ترک کرنی چاہی۔ بادشاہ نے منظور نہ کیا تو بھاگا۔ گرفتار کرکے قید کردیا گیا۔ ۷ ماہ قید میں رکھا۔

خاقانی نے اپنے اس مشہور نعتیہ قصیدہ میں اپنے پہلے اور دوسرے دونوں حج کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ہر صبح سر ز گلشن سودا برآورم　　از صور آہ بر فلک آوا برآورم

امسال اگر ز کعبہ مرا باز داشت شاہ　　زیں حسرت آتشے ز سویدا برآورم

گر بخت باز بر درِ کعبہ رسانَدم　　تکبیرِ ایں فریضہ بہ بطحا برآورم
سی سالہ قرض بر درِ کعبہ کنم قضا　　کاحرام و حج و عمرہ مثنیٰ برآورم

خاقانی نے یہ مشہور قصیدہ بھی حالت قید میں لکھا ہے ؎

صبحدم چوں کِلّہ بندد آہ دود آسائے من　　چوں شفق در خون نشیند چشم شب پیمائے من

خاقانی فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ گیا۔ اور روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ حضور کے مزار مبارک کے سرہانے کی خاک خاقان کبیر کے لئے لایا۔ جبکا ذکر اس قصیدہ میں کرتا ہے ؎

صبحوارم کافتابے در نہاں آوردہ ام　　آفتابم کز دمِ عیسےٰ نشاں آوردہ ام
یعنی امسال از سرِ بالیں خاک مصطفےٰ　　خاک مشک آلود بہرِ حرزِ جاں آوردہ ام
خاکِ بالینِ رسول اللہ ہمہ حرزِ شفا است　　حرزِ شافی بہرِ جانِ ناتواں آوردہ ام
وقف بازوے من است ایں حرز نفر و شم مکس　　گرچہ زاول نام دادن بر زباں آوردہ ام

جب خاقانی حج سے واپس آیا تو ایک قصیدہ تہنیت عید میں خاقان کبیر کی بارگاہ میں پیش کیا جس کے ہر بیت میں لفظ عید کے لانے کا التزام کیا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

رخسارِ صبح رانگر از برقعِ ازرش　　کز دستِ شاہ جامۂ عید است در برش

خاقانی نے قید میں جو سختیاں اُٹھائی ہیں اُن کا ذکر ان قصائد میں پورے طور سے کیا ہے۔

۱۔ فلک کج رو تر است از خط ترسا | مرا دارد مسلسل راہب آسا
۲۔ ہر صبح سر ز گلشن سودا برآورم | وز صور آہ بر فلک آواز برآورم
۳۔ ہر صبح پائے صبر بدامن درآورم | پرکار عجز گرد دل و تن درآورم
۴۔ صبحدم چوں کلہ بندد آہ دود آسائے من | چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائے من
۵۔ راحت از راہِ دل چساں برخاست | کہ دل اکنوں ز بندِ جاں برخاست

خاقانی بادشاہ کی ماں کی سفارش سے قید سے رہائی ہوئی۔ وہ قید سے رہا ہوتے ہی عراق کی طرف روانہ ہوگیا۔ رے پہنچا۔ ارادہ کر رہا تھا کہ خراساں ہو جائے۔ یکایک شاہ اخستان کا فرمان پہنچا کہ خاقانی کو رے میں روک لیا جائے۔ خراساں نہ جانے پائے۔ جب یہ حکم خاقانی کو سنایا گیا تو اس کو سخت غصہ آیا۔ اسی غصہ میں قصیدہ لکھا۔

بخراساں شوم انشاءاللہ | آں رہ آساں روم انشاءاللہ
چہ نشینم بو با خانۂ رے | بخراساں روم انشاءاللہ
عندلیبم چہ کنم خارستاں | بہ گلستاں روم انشاءاللہ

خاقانی ۳۰ سال سے اصفہان کے اکابر و عمائد سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔

مدت سی سال است کز سر اخلاص | زندہ چنیں داشتم وفائے اصفہان

جمال الدین موصلی۔ وزیر شاہ اصفہان۔ صدر الدین۔ علی اصغر۔

اتابک اعظم وغیرہ سے اس کے گھر سے مراسم تھے۔

وزیر عراق نے خاقانی کو خلعت عنایت کیا۔ تاکہ وہ شاہ عراق کی مدح میں قصیدہ لکھے۔ خاقانی نے خلعت کے شکریہ میں وزیر عراق کی تعریف میں قصیدہ لکھکر بھیجا۔ اُس میں کہا ہے ؎

برسر انبائے عصر کردمرا نامدار
دادنِ تشریف تو از پئے تعریف شاہ

مثلِ تو ممدوح نیست شعر خرو حق گذار
مادح اگر فی المثل ہست بعالم دگر

چھٹی صدی میں نجومیوں نے پیشینگوئی کی تھی کہ میزان بادی برج ہے۔ اُس میں ساتوں ستارے ایک درجہ میں جمع ہوں گے۔ اسکا اثر یہ ہوگا کہ زمین دھنس جائے گی۔ ہوا کا سخت طوفاں آئے گا۔ اور اُس کا زیادہ تر اثر شمالی ملکوں پر پڑے گا۔ خاقانی جب عراق پہنچا تو اُس زمانہ میں اُس پیشینگوئی کا بہت چرچا تھا۔ خاقانی اس پیشینگوئی کو غلط کہتا تھا۔ ظہیر فاریابی نے اس کے تردید میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ انوری کو اس پیشینگوئی کے درست ہونے پر اعتماد تھا۔ وہ اصرار کے ساتھ اس کی تصدیق کرتا تھا آخر جب راست نہ ہوئی تو سخت شرمندہ ہونا پڑا۔ اور لوگوں نے مضحکہ اُڑایا۔ خاقانی نے بھی ایک قطعہ کہکر انوری کا مذاق اُڑایا ہے ؎

کوہِ گراں زپائے درآید چو لنگری
می گفت انوری کہ شود بادہا چنانکہ

یا مرسل الریاح تو دانی و انوری
سالے گذشت و برگ نہ جنبید از درخت

خاقانی عراق سے خواجہ جمال الدین موصلی کے ساتھ محمد ابن محمود کے لشکر گاہ میں آیا۔ وہاں سے کوفہ ہوتا ہوا نجف اشرف آیا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ اطہر کی زیارت کر کے مکہ معظمہ پہنچا وہاں سے حج سے فراغت حاصل کر کے مدینہ منورہ آیا۔

خاقانی نے مکہ معظمہ میں پہنچ کر حسب ذیل قصیدے کہے۔

۱۔ زو نفس سر بمہر صبح ملمّع نقاب — خیمۂ روحانیاں گشت معنبر طناب

۲۔ شب رواں از صبح صادق کعبۂ جاں دیدہ اند — صبح را چوں محرماں کعبہ عریاں دیدہ اند

۳۔ مقصد اینجا است ندائے طلب اینجا شنوند — بختیاں را ز جرس صبحدم آوا شنوند

۴۔ صبح خیزاں بیں بقصد کعبہ مہماں آمدہ — جاں عالم دیدہ و در عالم جاں آمدہ

۵۔ الوداع اے کعبہ اینک وقت ہجراں آمدہ — دل تنورے گشتہ وا ز دیدہ طوفاں آمدہ

۶۔ صبح از حمائل فلک آہیخت خنجر ش — کیمخت کہ اودیم شد از خنجر زر کش

خاقانی نے قصیدہ دوم میں بغداد سے مکہ تک کے منازل اور کعبہ کے مناسک کو بیان کیا ہے۔ اور چوتھا قصیدہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا ہے۔ پانچواں قصیدہ کعبہ سے رخصت ہوتے وقت کہا ہے۔ چھٹا قصیدہ بھی کعبہ کے سامنے کہا ہے۔ اور اس قصیدہ کو لوگوں نے وہاں آب زر سے لکھا۔

مدینہ منورہ سے خاقانی شام۔ موصل اور مصر ہوتا ہوا شروان آیا۔

خاقانی نے ۲۲ سال تک شاہی خدمات کئے۔

خاقانی جب دوبارہ مکہ معظمہ گیا تو وہاں ملک سیف الدین والی دربند سے ملاقات ہوئی۔ حج سے واپس آنے کے ایک سال بعد وہ دربند گیا۔ ملک سیف الدین نے خاقانی کی بڑی عزت کی۔ رخصت کے وقت خلعت گھوڑا۔ اور ایک ترکی کنیز انعام میں دیا۔ خاقانی نے شکریہ میں یہ قصیدہ لکھکر پیش کیا ؎

چو آہ عاشق آمد صبح آتش معتبر　　　سیماب آتشیں دہ در بادبان اخضر

اس کے بعد تہنیت عید میں یہ قصیدہ فی البدیہہ لکھکر پیش کیا ؎

مرا صبحدم شاہد جاں نماید　　　دم عاشق و بوے جاناں نماید

خاقانی جب دربند سے شرواں واپس آیا اُس وقت اُس نے مثنوی تحفۃ العراقین کو نظم کرنا شروع کیا۔

خاقانی کے تین اولادیں تھیں دو لڑکی۔ ایک لڑکا۔ لڑکے کا نام رشید تھا۔ سب سے پہلے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اُس کے ۲۰ برس بعد لڑکا پیدا ہو لڑکا چودہ برس کا ہوکر ۱۳ دن بیمار رہ کر قضا کر گیا۔ خاقانی کو سخت صدمہ ہوا۔ اُس نے لڑکے کا مرثیہ نہایت دردناک لکھا ہے۔ اس سانحہ کے کچھ دن بعد لڑکی بھی مرگئی۔ اُس زمانہ میں اُس کی بی بی حاملہ تھی۔ خاقانی کو اپنی دو اولادوں کے مرنے کا بے حد ملال تھا۔ اُنھیں ایام میں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ لڑکی صرف تین دن زندہ رہ کر راہی ملک عدم ہوئی۔ اُس

غم میں خاقانی کی بی بی نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ خاقانی ان واقعات سے بہت متاثر ہوا۔ اُس نے عراق چھوڑ دیا۔ بغداد چلا گیا۔ لیکن اس سفر میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ مجبوراً شروان واپس آیا۔

جب خاقانی شروان میں پہنچا تو عید نوروز کا زمانہ تھا۔ اُس نے شاہ اخستان کی تعریف میں تہنیت عید میں یہ قصیدہ لکھا۔ اس میں اپنے عراق کے مصائب کو نہایت حزم و احتیاط۔ ضبط و تحمل سے بیان کیا ہے سہ

بر دار ز لفش از برخ تا جان تازہ بینی　　وز نیم کشت غمزش قربان تازہ بینی

آخر عمر میں خاقانی نے تبریز میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور وہیں اُس کا انتقال ہوا۔ تبریز سے کچھ فاصلہ پر سرخاب ایک مقام ہے وہاں دفن کیا گیا۔ خاقانی ہی کے پہلو میں ظہیر فاریابی بھی مدفون ہے۔

سال تاریخ اکثر تذکروں سے ۵۸۲ھ معلوم ہوتا ہے حبیب السیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵۹۰ھ تک زندہ رہا۔ یہ قول بہ نسبت اول کے صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے قزل ارسلان کی تعریف میں کئی قصیدے لکھے ہیں۔ اور اُسکا قصیدہ سنجر ثانی کی طرح میں ہے۔

انگریزی مورخین اُسکا سال وفات ۵۹۵ھ لکھتے ہیں۔

خاقانی نے ابتداے عمر میں کچھ دنوں تک شراب پی۔ مگر ۲۰ برس کی عمر میں جب اُس نے پہلا حج کیا تو خانہ کعبہ میں شرابخواری سے توبہ کی۔ پھر

مرتے دم تک اسکا نام بھی نہیں لیا۔
خاقانی پکا دیندار تھا۔ باوجودیکہ وہ حکیم اور فلسفی تھا مگر دینداری کے مقابلہ میں فلسفہ کی اُس کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ شفا اور نجات حکیم بوعلی سینا کی فلسفہ کی مشہور کتابیں ہیں۔ خاقانی کہتا ہے کہ قرآن کو شفا اور سنت کو نجات سمجھنا چاہیئے ؎

قرآن شفا شناس کہ جلیست بس متین سنت نجات داں کہ صراطیست مستقیم

اُس کی طبیعت میں ظرافت اور شوخی بھی پائی جاتی تھی۔ وہ کینہ ور نہ تھا۔ اپنے دشمن کا بھی خیر اندیش تھا۔ وہ کسی ادنیٰ کو اعلیٰ مرتبہ پر دولت کی نظر سے نہ دیکھتا تھا۔ ثنا گستری اور مدح طرازی اُسکا شعار ہے۔ لیکن اُس سے اُس کی غرض وہ نہ تھی جو عام طور پر شاعروں کی ہوتی ہے۔ یعنی طلب زر و نان۔ وہ عزت نفس کا پورا پورا خیال رکھتا تھا۔ اُس نے کبھی اپنے کسی ممدوح سے کوئی سوال نہیں کیا۔
خاقانی کی مدح سرائی کا دائرہ صرف سلاطین دینا اُمرا اور اکابر دنیا ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ اُس نے ائمہ کبار۔ اکابر دین۔ خدا اور رسول کی بھی نہایت جوش و خلوص سے تعریفیں کی ہیں۔ علما و فضلا کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اُن کی ملاقات کو اپنے لئے باعث شرف جانتا تھا۔ سیر و سیاحت میں جہاں گیا وہاں کے علما و فضلا کی خدمت میں ضرور حاضر ہوا۔ اُس نے

علما کی تعریف میں نہایت خلوص سے قصیدے لکھے ہیں۔

خاقانی کے زمانہ میں لوگوں کا اختلاف تھا کہ خاقانی بہتر ہے یا عنصری۔ محاکمہ یہ ہے کہ عنصری کا طرز غزل گوئی اچھا تھا۔ مدح اچھی نہیں کر سکتا تھا۔ خاقانی نے مدح میں وہ سحر بیانی کی ہے کہ اس کے ہمعصروں میں سے کسی کو بھی یہ فصاحت نصیب نہیں ہوئی۔ تصوف البتہ حکیم سنائی کا حصہ تھا۔ ایسا خاقانی کے کلام میں نہیں ہے۔ خاقانی خود بھی حکیم سنائی کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

خاقانی کی تصنیفات

اگرچہ خاقانی حکیم تھا۔ فلسفی تھا۔ ادیب تھا۔ دبیر تھا۔ مفسّر تھا۔ ہیئت داں تھا۔ ماہر لغت تھا۔ نجومی تھا۔ غرض تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں کامل دستگاہ رکھتا تھا۔ باوجود اس کے اس نے علوم اور فنون میں کوئی یادگار نہیں چھوڑی۔ اس نے اپنی عمر عزیز کا سارا حصہ جو تقریباً ۶۲ سال ہوگا شعر و شاعری کے نذر کر دیا۔

خاقانی کی صرف دو تصنیفیں مشہور ہیں۔ **کلیات۔ مثنوی تحفۃ العراقین**

کلیات کی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد میں عربی۔ فارسی کے قصائد۔ اور تھوڑے سے ترجیع بند۔ کچھ قطعے۔ چند رباعیاں اور مثلث ہیں۔ دوسری جلد میں

غزلیں ہیں۔ مثنوی تحفۃ العراقین کو خاقانی نے صرف ۴۰ دن میں نظم کیا ہے
ان کی زبان دری ہے۔ خاقانی خود کہتا ہے ؎

بامن بقائم عنصری وقت مجاز ریختہ | بس قحبہ نظم دری قائم منم در شاعری
قیمت بہ بزم خسرو والا براقگند | دُرّ دری کہ خاطر خاقانی آورد

خاقانی کی شاعری کی ابتدا

خاقانی نے بھی امیر خسرو کی طرح بچپن ہی سے شعر کہنا شروع کیا تھا۔ وہ ابھی کم سن ہی تھا کہ اس کے استاد ملک الشعراء ابوالعلاء گنجوی نے ابوالفتح شروان شاہ کے حضور میں ایک شاعر کی حیثیت سے پیش کیا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ یہ اگرچہ بچہ ہے۔ لیکن جوہر قابل رکھتا ہے۔ امید ہے کہ کسی وقت میں ترقی کر کے اوج کمال پر پہنچے گا۔ اس کی تربیت میں پوری پوری توجہ کی اس کی ہمت اور حوصلہ بڑھایا۔ خاقانی کی یہ خوش نصیبی تھی کہ اس کو ایسا موقع ہاتھ آیا۔ اس کی طبیعت کو فن سخنوری سے فطرۃً لگاؤ تو تھا ہی بادشاہ کی التفات خسروانہ پر نظر کی تو وہ اور بھی زیادہ جدوجہد کرنے لگا۔ اور ۱۶ برس کی عمر سے پہلے پہلے اس نے اپنے کلام کا اتنا ذخیرہ فراہم کر لیا کہ اس کو اس کی ضرورت ہوئی کہ وہ اپنے کلام کی تنقیح و تنقید کر کے رطب و یابس کو حذف کر دے اور ۲۵ برس کی عمر میں اس نے اس درجہ کمال حاصل

کرلیا کہ اس کے چچا نے جو بڑا فاضل اور حکیم تھا حسان العجم کا لقب عنایت کیا۔ یہ اُسکا بچپن کا قصیدہ ہے ؎

صفتے است حسن او را کہ بوہم در نیاید   روشے است عشق او را کہ بگفت در نیاید

منوچہر کے مرنے کے چند روز بعد عید نوروز آئی۔ خاقانی نے جلال الدین اختساں شاہ شرواں کی تعریف میں یہ قصیدہ لکھکر پیش کیا ؎

درکام صبح از ناف شب مشکست عمداً ریختہ   زریں ہزاراں نرگسہ بر سقف مینا ریختہ

چھٹی صدی کے نامور شعرا

۱۔ مسعود سعد سلمان۔ اس نے عنصری کے طریقہ مدح سرائی کو درجہ کمال پر پہنچایا۔

۲۔ ابوالفرج رونی۔ انوری نے اس کے طرز کا تتبع کیا ہے۔

۳۔ حکیم ناصر خسرو۔ ۴۔ حکیم سنائی۔ ۵۔ حکیم ازرقی۔ ۶۔ امیر معزی۔ ۷۔ لامعی جرجانی۔ ۸۔ ادیب صابر ترمذی۔ ۹۔ عبدالواسع جبلی۔ ۱۰۔ نظامی گنجوی۔ ۱۱۔ اثیر الدین آخسیگتی۔ ۱۲۔ رشید وطواط۔ ۱۳۔ ظہیر فاریابی

ان میں سے ادیب عذوبت بیان اور طلاقت لسان میں اُستاد ہے اثیر شاعری میں مسلم ہے۔ بلکہ بعض اس کے کلام کو انوری اور خاقانی سے بہتر جانتے ہیں۔ انوری سلیقہ سخن کی اچھی رعایت کرتا ہے۔ خاقانی

طمطراق الفاظ میں سب پر فضیلت رکھتا ہے۔ ظہیر فاریابی کو نقادانِ سخن اُستادِ فن مانتے ہیں۔ اس کی لطافت اور شوخی بیان۔ سلاست زبان۔ شیریں ادا۔ نزاکت خیال۔ حلاوت کلام۔ بلاغت۔ متانت۔ رنگینی۔ دقت آفرینی کو مانتے ہیں۔

چھٹی صدی کی قصیدہ گوئی کے خصوصیات

اس زمانہ میں عام طور پر قصیدہ گوئی کے حسب ذیل خصوصیات ہیں۔

۱۔ تکلف آورد۔ اور مبالغہ نہ تھا۔

۲۔ صنائع لفظی زیادہ استعمال کرتے تھے۔ مثلاً

۱۔ جو الفاظ پہلے مصرع میں لاتے تھے اُنھیں کے مرادف اکثر دوسرے مصرعہ میں لاتے تھے۔ اور مرادف الفاظ ہموزن بلکہ اکثر ہم قافیہ ہوتے تھے۔ اس صنعت کو ترصیع کہتے ہیں۔ کبھی اس کے ساتھ تجنیس بھی شامل کر دیتے تھے۔ جیسے رشید وطواط کے یہ دو شعر ؎

اے منور بتو نجوم جمال   وے مقرر بتو رسوم کمال

بوستانیست صدر تو ز نعیم   آسمانیست قدر تو ز جلال

خاقانی کے کلام میں یہ صنعت کم پائی جاتی ہے۔

۲۔ صنعت التزام کو خاص طور پر طرح طرح سے استعمال کرتے تھے

مثلاً اگر پہلے مصرعہ میں پانچ یا چھ لفظ لاتے ہیں تو دوسرے مصرعہ میں بھی اتنے ہی لفظ لاتے تھے۔ اکثر ایک طرح۔ ایک ترکیب۔ ایک انداز کے لفظ لاتے تھے۔ اور اُن کا انبار لگا دیتے تھے۔

قصیدے میں اول سے آخر تک جتنے الفاظ لاتے تھے وہ سب ایک دوسرے کے ضد ہوتے تھے۔

قصیدہ کے ہر مصرعہ میں کسی خاص لفظ کا التزام کرتے تھے ۔۔۔نی نے بھی اپنے بعض قصیدوں میں ایسا کیا ہے۔

قصیدہ کے ہر شعر میں کسی ایک صنعت یا دو صنعت کو لاتے تھے۔ جیسے لف ونشر کا التزام کرتے تھے۔ کبھی اس کے ساتھ سیاقۃ الاعداد کو جمع کر دیتے تھے۔ مدحیہ اشعار میں اکثر صنعت تنسیق الصفات کا خاص طور سے التزام کرتے تھے۔ خاقانی بھی سیاقۃ الاعداد کا اکثر استعمال کرتا ہے۔ مدحیہ اشعار میں بعض موقعوں پر صنعت تنسیق الصفات کا بھی التزام کرتا ہے۔

اس کے علاوہ صنعت ذوقافیتین، ردیف مع الحاجب اور صنعت ذوالمطالع بھی اکثر استعمال کرتے تھے۔ غرضکہ کوئی شاعر اُس زمانہ میں ایسا نہ تھا جس کا کلام لفظی صنائع سے خالی ہو۔ خاقانی کے بھی اکثر قصائد ذوالمطالع میں ہیں۔

باوجود ان تکلفات اور قیود کے یہ قصیدے نہایت برجستہ اور رواں

ہوتے تھے۔

۴۔ جدت مضامین کی طرف چنداں توجہ نہ کی جاتی تھی۔

ان تکلفات کے مٹانے کی کس نے کوشش کی

بعض لوگ ایسے بھی اسی زمانہ میں ہوئے ہیں جنھوں نے ان تکلفات کو دور کرنے کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور قصیدہ گوئی میں کچھ ایسی خوبیاں بڑھائیں جس سے وہ رنگ خوبی سے بدل گیا۔

انوری نے الفاظ کے خاص ناپ تول کا کام کم کیا۔ سادہ اور صاف اشعار لکھنے شروع کئے۔ جن میں لفظی صنائع کی خصوصیات کی رعایت نہ تھی۔ ظہیر نے بھی یہی طرز اختیار کیا۔ انوری نے مبالغہ کا وہ زور شور باندھا کہ ممدوح کو خدا تک جا ملایا۔ خاقانی نے مبالغہ سے کام لیا ہے مگر نہ اس حد تک کہ جس حد تک انوری نے لیا ہے۔ انوری نے مضمون آفرینی پر خاص توجہ کی ہے۔ جس سے الفاظ کی بندش کی قدر کم ہوئی اور خیالات کی توجہ دوسری طرف منعطف ہوگئی۔ خاقانی اور ظہیر بھی اس شاہراہ پر نہایت تیز گامی سے جا رہے ہیں۔ وقت اور پیچیدگی سے ان تینوں کا کلام خالی نہیں ہے۔ لیکن بلحاظ نوعیت تینوں میں اختلاف ہے۔ ظہیر فاریابی نے وقت آفرینی میں بھی ایک طرح کی صفائی کا لحاظ رکھا ہے

خاقانی نے باوجود اغلاق۔ دقت پیچیدگی کے اور بڑے بڑے الفاظ کے ساتھ اختراع معانی سے اپنے قصیدوں کو چمکایا ہے۔ نئے نئے استعارے اور کنائے ایجاد کئے۔ جوش بیان۔ کلام کا زور اس کے قصیدوں میں خصوصیت کے ساتھ ہے۔

خاقانی کے قصائد کے اقسام

۱۔ قافیہ اور ردیف کے اعتبار سے چار قسم کے ہیں۔ کسی میں محض قافیہ پر اکتفا کیا ہے جیسے

زد سر بمہر صبح ملمع نقاب   خیمۂ روحانیاں گشت معنبر طناب
از سر زلف تو بوسے سر بمہر آمد بما   جان باستقبال شد کاے مہد جانہا مرحبا

کسی میں قافیہ اور ردیف دونوں لایا ہے۔ جیسے

عید است بیش از صبحدم مژدہ بخمار آمدہ   بر چرخ روشن از جام جم یک نیمہ دیدار آمدہ
راحت از راہِ دل چناں برخاست   کہ دل اکنوں ز بندِ جاں برخاست

کسی میں کسی خاص اسم کو ردیف قرار دیا ہے۔ جیسے

اے در حرمت نشانِ کعبہ   درگاہِ ترا مکان کعبہ
ما فتنہ بر تو ایم و تو فتنہ بر آئینہ   مارا نگاہ در تو ترا اندر آئینہ

کسی میں ردیف نصف یا پورا جملہ لایا ہے۔ جیسے

بخراساں شوم انشاء اللہ   ازرہ آساں شوم انشاء اللہ

کوے عشق آمد سرما۔ برنتابد بیش ازیں　　دامن تر بودن آنجا۔ برنتابد بیش ازیں

۲۔ الفاظ و معانی کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں۔

بعض سلیس۔ سادہ۔ متین۔ اور صاف ہیں۔ جیسے

اے پنج نوبہ کوفتہ در دارِ ملکِ لا　　لا در چہار بالشِ وحدت کشد ترا

قحطِ وفا ست در بنہ آخرالزماں　　ہاں اے حکیم پردۂ عزلت بساز ہاں

بعض مغلق۔ دقیق۔ رنگین ہیں۔ جیسے

دلِ من پیرِ تعلیم است و من طفلِ زباں دانش　　دم تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش

ہر صبح سر ز گلشنِ سودا برآورم　　در صورآہ بر فلک آوا برآورم

۳۔ مطالب اور مضامین کے اعتبار سے حسب ذیل عنوانات پر خاقانی کے قصائد تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

حالیہ۔ وہ قصیدے جن میں وہ اپنے ذاتی حالات۔ زندگی کے واقعات دلی جذبات۔ قلبی واردات بیان کرتا ہے۔ خاقانی اس میں اپنے تمام معاصرین پر ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ جیسے

ہر صبح پائے صبر بدامن در آورم　　پر کار عجز گرد سر و تن برآورم

صبحدم چوں کلہ بندد آہِ دود آسائے من　　چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائے من

مفاخرانہ۔ وہ قصیدے جن میں اپنی شاعری اور کمال علم و فضل پر فخر کرتا ہے۔ جیسے

نیست اقلیم سخن را بہتر از من بادشاہ — در جہاں ملکِ سخن راندن مسلّم شد مرا
من کیم بارے کہ گویم زآفرینش برترم — کافرم گر ہست تاجِ آفرینش بر سرم

شکایت زمانہ و اہل زمانہ وغیرہ۔ جیسے

دریں منزل اہلِ وفائے نیابی — کہ جز عذر زاونش رائے نیابی
مشتِ خسیس ریزہ کہ اہلِ سخن نیند — با من قراں کنند و قرینانِ من نیند

مواعظ و نصائح۔ جیسے

عروسِ عافیت آنگہ قبول کرد مرا — کہ عمر بیش بہا دادمش بہ شیر بہا
در ساحتِ زمانہ زراحت نشاں مخواہ — ترکیبِ عافیت ز مزاجِ جہاں مخواہ

تحقیق و معارف۔ جیسے

دلِ من پیر تعلیم است و من طفلِ زباندانش — دمِ تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش
سرِ فقر ترا سر کشد بتاجِ رضا — تو سر بجیبِ ہوس بر کشیدہ اینت خطا

عزلت و قناعت و حکمت۔ جیسے

بدل در خواصِ بقا می گریزم — بجاں زیں حراسِ فنا می گریزم
ہر زماں بسترِ گلشن رخت بیروں می برم — عالمے از عالمِ وحدت بکف می آورم

نعتیہ۔ وہ قصیدے جو حضور سرورِ کائنات کی تعریف میں لکھے ہیں جیسے

اے پنج نوبہ کوفتہ در دارِ ملک لا — لا در چہار بالشِ وحدت کشیدہ ترا
قحطِ وفا است در بنہ آخر الزماں — ہاں اے حکیم پردۂ عزلت بساز ہاں

مدحیہ۔ وہ قصیدے جو کسی کی تعریف میں لکھے ہیں۔ جیسے

صدریکہ قدر کان شکند جوہر سخاش ۔۔۔ بحریکہ نزل جان فگند پیکر سخاش

اے در حرمت نشان کعبہ ۔۔۔ درگاہ ترا مکان کعبہ

خاقانی کے متعلق ارباب تذکرہ کی رائیں

مولانا جامی فرماتے ہیں۔ خاقانی بسبب کمالے کہ در صناعت شعر داشتہ اور احسان العجم لقب کردہ اند۔ از ہمہ شعرا در اسلوب سخن ممتاز است۔ و دراں شیوۂ غریب بے انباز۔ در مواعظ و حکم طریقۂ حکیم سنائی سپردہ است و دراں معنی گوے سبقت از اقران بربودہ۔

دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتا ہے۔ نام او افضل الدین ابراہیم بن علی شروانی است۔ فضل وجاہ و قبول سلاطین وحکام اورا میسر شدہ۔ و در علم بے نظیر و در شعر اُستاد بودہ۔ و در جاہ مشارٌ الیہ و از طرطراں لفظ خاقانی برابر اثیر و انوری ہم تفضیل دارد۔

ابو الفضل دیباچہ تحفۃ العراقین میں خاقانی کی بابت لکھتا ہے۔ مخترع سخن و مبدع معانی است۔

صاحب آتشکدہ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ حکیم خاقانی فاضلے گرانمایہ و شاعری بلند پایہ و در خدمت ابو العلاے گنجوی اکتساب فضائل

وکمالات کردہ۔ قبولِ خاصہ وعامہ یافتہ۔ والحق در ہیچ فن از فنونِ نظم ازفحول استاداں کمتر نیست۔ و در طریق سخنوری طرز خاصے اختراع کردہ صاحب معانی بلند و الفاظ دلپسند است۔ و فقیر را بطورِ کلام او نہایت اعتقاد می باشد۔

صاحب مجمع الفصحا کا قول ہے۔ ابی جبریل افضل الدین ابراہیم بن علی النجار حکیمے است دانا۔ وفاضلے است بینا۔ بلیغے است سخنداں وشاعریست سخن راں۔ در شاعری طرزیست خاص کہ خاصۂ اوست۔ چنانکہ عبدالواسع جبلی راشیوۂ مخصوص است۔

خاقانی کی رائے اپنی شاعری کے متعلق

خاقانی کے زمانہ میں عنصری اور خاقانی کے متعلق لوگوں کی رائے میں اختلاف تھا۔ خاقانی نے اس قطعہ میں اس اختلاف کو ظاہر کیا ہے اور اپنے بابت اپنی رائے لکھی ہے۔ قطعہ

بہ تعریض گفتی کہ خاقانیا	چہ خوش داشت نظمِ رواں عنصری
بہ معشوق نیکو بہ ممدوح نیک	غزل گو شدے مدح خواں عنصری
جز از طرزِ مدح و طرازِ غزل	نکردے ز طبع امتحاں عنصری
شناسد افاضل کہ چوں خود نبود	بہ مدح و غزل دُر فشاں عنصری

ازیں سحر کاری کہ حق می کنم — نکردے بہ سحر بیاں عنصری
مرا شیوہ کان حیلت شاعری است — بیک شیوہ شد داستاں عنصری
نہ تحقیق گفت و نہ وعظ و نہ زہد — کہ حرفے ندانست ازاں عنصری
بہ نظم چو پروین و بہ نثرے چو نعش — نبود آفتاب جہاں عنصری
ادیب و دبیر و مفسر نبود — چو سحباں بہ عربی زباں عنصری

خاقانی اپنے آپ کو شاعری میں حکیم سنائی کا جانشین خیال کرتا تھا چنانچہ وہ اس قطعہ میں کہتا ہے۔

چوں زماں عہد سنائی در نوشت — آسماں چوں او سخن گستر بزاد
چوں بہ غزنیں ساحرے شد زیر خاک — خاک شرواں ساحری دیگر بزاد
مغلقے فرداگذشت از کشورے — مبدع فحل از دگر کشور بزاد

حکیم سنائی کے کلام کے خصوصیات

چونکہ خاقانی اپنے آپ کو شاعری میں حکیم سنائی کا جانشین خیال کرتا تھا اس لئے حکیم سنائی کے کلام کے خصوصیات لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ اس بات کے اندازہ کرنے میں سہولت رہے کہ خاقانی کے کلام میں حکیم سنائی کے خصوصیات کہاں تک پائے جاتے ہیں۔ حکیم سنائی نے کئی باتیں ایجاد کیں ا۔ معمولی بات کو انوکھے پیرایہ میں ادا کرنا۔ اور ایک معمولی واقعہ سے

منطقیانہ استدلال پیدا کرنا۔

۲۔ تشبیہ اور تمثیل شاعری کا ایک بڑا ضروری جزو ہے۔ اس کو ایجاد کیا۔

۳۔ سنائیؒ وہ پہلا شاعر ہے جس نے معارف و تصوف کے مسائل اور اسرار نظم کئے۔ اور اخلاقی شاعری کی بنیاد ڈالی۔

۴۔ حکیم سنائیؒ کا کلام پختگی۔ برجستگی اور صفائی میں اپنے تمام معاصرین سے بڑھا ہوا ہے۔

۵۔ حکیم سنائیؒ کے الفاظ۔ ترکیب۔ انداز بیان۔ مضمون سب جوش اور مستی سے لبریز ہے۔

۶۔ کہیں کہیں خیالات اور طرز ادا میں جدّت بھی پائی جاتی ہے۔

۷۔ عام طور پر کلام میں سادگی ہے۔ مگر مضامین میں اخلاق بھی پایا جاتا ہے۔

خاقانی کے ذاتی اوصاف

۱۔ خاقانی علوم متداولہ میں بڑا متبحر تھا۔

۲۔ اُس نے فن لغت کی باقاعدہ تعلیم پائی تھی۔

۳۔ اُس کی قوت تخیل ایسی زبردست تھی کہ باوجود اس کے کہ اُس کے قصائد کے ابیات کی تعداد سو سو و دو دو سو تک پہنچ جاتی ہے لیکن اس کی قوت تخیل کی ہمواری کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے۔

۴۔ اس کی طبیعت میں ایجاد اور اختراع کی قوت بہت زیادہ تھی۔ وہ اپنی اس قوت سے تراکیب الفاظ۔ اسالیب بیان۔ طرز ادا۔ تشبیہات۔ استعارات۔ کنایات وغیرہ ہر موقع پر۔ ایک چابک دست صناع کے موافق کام لیتا ہے۔

۵۔ اسکا ذہن نہایت تیز۔ حافظہ نہایت قوی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے دماغ پر ہر وقت علوم و فنون کی اصطلاحات۔ علمی اور تاریخی مسائل تلمیحات وغیرہ مستحضر رہتی تھیں۔ جب وہ شعر کہتا بے ساختہ اس کے قلم سے یہ باتیں صفحہ قرطاس پر نظم کے قالب میں جلوہ گر ہوتی تھیں۔

ان سب اوصاف کا ہر شاعر میں جمع ہونا دشوار ہے اسی وجہ سے سوائے امیر خسرو کے جن شعرائے خاقانی کے قصیدوں کے جواب میں قصیدے کہے ہیں اُن کو پوری کامیابی نہیں ہوئی۔

کلام کے خصوصیات

۱۔ خاقانی نے باوجود اغلاق۔ دقت آفرینی اور پیچیدگی کے طمطراق الفاظ کے ساتھ ابداعِ سخن۔ اختراعِ معانی۔ اور طنطنۂ کلام سے قصیدہ کو چمکایا۔

۲۔ اس نے جدت تراکیب۔ جدت اسالیب بیان۔ جدت طرز ادا

کے ساتھ تشبیہیں۔ استعارے اور کنائے بھی نئے نئے ایجاد کئے۔
زیدبراں مستی۔ جوش بیان اور زور کلام سے اپنی قادر الکلامی کا وہ سکہ
بٹھایا کہ کسی کی ہمت نہ ہوئی جو اس شاہراہ کی طرف قدم بڑھاتا۔
۳۔ وہ الفاظ کی شان وشوکت۔ کلمات کی نشست۔ بندش کی چستی
فقروں کی درو بست۔ خیالات کی رفعت و لطافت۔ اور مضامین کی بلندی
میں کہیں سحر کاری سے کام لیتا ہے۔ کہیں اعجاز دکھاتا ہے۔ غریب اور
نامانوس الفاظ کو اس ترکیب سے استعمال کرتا ہے کہ کلام کی روانی اور برجستگی
میں ذرا فرق نہیں آنے پاتا۔
۴۔ وہ اپنے معاصرین میں پہلا شخص ہے جس نے علوم وفنون کی اصطلاحات
اور مسائل۔ نیز دور از کار تلمیحات سے قصیدے کو گرانبار کیا۔ اگرچہ
خاقانی سے پہلے کے شعرا اور اس کے ہم عصروں نے بھی علوم وفنون کے
اصطلاحات کو نظم کیا ہے لیکن اس کثرت سے نہیں جس کثرت سے خاقانی
نے نظم کیا ہے۔
خاقانی منوچہری اور امیر خسرو کی طرح فطرۃً شاعر تھا۔ اس کی شاعری
کا آغاز ۹۔۱۰ برس کی عمر سے ہوا ہے۔ اور ۱۵۔۱۶ برس کی عمر میں اس کے
اشعار کا اتنا کافی ذخیرہ فراہم ہوگیا تھا کہ اس کو اپنے کلام کے انتخاب کی
ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کو ملک سخن پر وہی تصرف اور اقتدار حاصل تھا

ایک بادشاہ کو اپنے ممالک محروسہ پر ہوتا ہے۔ خود کہتا ہے ؎

نیست اقلیم سخن را بہتر از من بادشاہ   در جہاں ملکِ سخن راندن مسلم شد مرا

خاقانی کے شاعری کا طرز

خاقانی کی شاعری کے دو طرز ہیں۔

۱۔ ایک وہ طرز ہے جس کو اُس نے حکیم سنائی کے تتبع میں اختیار کیا۔ اس طرز میں اُس نے ان تمام اوصاف کی غایت ملحوظ رکھی ہے جو حکیم سنائی کے قصیدوں کے ساتھ خاص ہیں۔ مگر اس میں بھی اُس نے اپنی جدت پسند طبیعت کی وجہ سے بہت سی جدتیں کی ہیں۔ اُس کے اس قسم کے قصیدوں میں زبان کی شیرینی۔ صفائی۔ پختگی۔ برجستگی حکیم سنائی کے قصیدوں سے زائد ہے۔ اِن قصیدوں میں وہ حقائق و معارف۔ ترک دنیا اور زہد و تقویٰ کا بیان کرتا ہے۔ اور ارباب سلوک کو اس امر کی ترغیب دیتا ہے کہ دنیا نہایت بری چیز ہے اس کو ترک کرنا چاہئے۔

۲۔ دوسرا طرز وہی جس کے نسبت سب کا اتفاق ہے کہ یہ طرز خاقانی کا خاص ایجاد ہے۔ اس میں اُس نے کہیں رنگینی سے کہیں سادگی سے مطلب کو نہایت خوبی اور دل آویزی سے ادا کیا ہے۔ اس نے نئی نئی تشبیہات نئے نئے استعارات و کنایات اس کثرت سے ایجاد کئے ہیں کہ اُن کی بدولت

فارسی نعت کے سرمایہ میں ایک معتدبہ اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ تو مسلّم ہے کہ شوکت الفاظ اور طمطراق کلمات میں کوئی شاعر اُس کا ہمپایہ نہ تھا۔ وہ اکثر مضامین کی بنیاد ذومعنیین الفاظ۔ اور صنعت ایہام پر رکھتا ہے۔ تناسب الفاظ کی رعایت کا بھی وہ پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ لیکن چونکہ فن نعت کا پورے طور پر ماہر ہے اس لئے وہ الفاظ کے تعدد معانی کے موافق اُن کے تناسب کی رعایت کا بھی پورا پورا لحاظ رکھتا ہے۔ بلکہ بعض موقعوں پر تو یہ کمال ہے کہ کسی لفظ کے دو یا تین معنی ہیں تو سب معنی اُس موقع پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔ خاقانی کا یہ ممتاز وصف ہے کوئی شاعر اس وصف میں اُسکا ہمسر نہیں ہو سکتا۔

وہ الفاظ کی ترکیب۔ کلمات کی بندش اور اُن کی تراش خراش میں ندرت سے کام لیتا ہے۔ اضافت در اضافت۔ صفت در صفت۔ استعارہ در استعارہ کی ترکیب ایک ایجاد غریب ہے۔ جس کا قدماء میں سوا ئے خاقانی کے کسی شاعر میں پتہ نہیں ملتا۔

خاقانی کی قادر الکلامی

عام طور پر شعرا کا رجحان ایک خاص رنگ کی طرف ہوتا ہے۔ جو سلیس سادہ اشعار کہتے ہیں وہ مغلق۔ دقیق نہیں کہہ سکتے۔ جو دقیق کہنے کے عادی

ہوتے ہیں وہ سادہ نہیں کہہ سکتے ۔ خاقانی میں یہ خاص بات ہے کہ اُس نے دونوں طرح کے قصائد نہایت خوبی کے ساتھ کہے ہیں۔

خاقانی کے کلام عام فہم نہ ہونے کے اسباب

خاقانی کے کلام سمجھنے میں جو دقتیں واقع ہوتی ہیں اُس کے کئی اسباب ہیں

۱۔ ایک وسیع مضمون کو قلیل الفاظ میں ادا کرنا ہے۔
۲۔ کوئی علمی اصطلاح یا مسئلہ یا غیر متعارف و دراز کار تلمیح بیان کرتا ہے۔
۳۔ کوئی اپنا طبع زاد نازک استعارہ یا کنایہ بیان کرتا ہے۔
۴۔ کہیں الفاظ غریبہ کا استعمال کرتا ہے۔

بدیہہ گوئی

شاعر کا اعلیٰ وصف بدیہہ گوئی ہے۔ قدیم شعرائے عرب کا دستور تھا کہ وہ جلسوں میں کئی کئی سو شعر کے ذخیرے فی البدیہہ کہتے تھے۔ فارسی شاعری کی بنا بھی عربی شاعری کے خاکہ پر ڈالی گئی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ شعرائے فارسی اس وصف میں بھی شعرائے عرب کا تتبع کر کے کمال پیدا کریں۔ چنانچہ قدما میں بعض شعرا نے اس وصف کی طرف توجہ کی ہے۔ رودکی جس کو آدم الشعرا کہتے ہیں وہ اس وصف میں امتیازی حیثیت

رکھتا ہے۔ انوری اور خاقانی اپنے معاصرین میں اس وصف میں ممتاز ہیں۔

خاقانی نے شرواں شاہ فخر الدین۔ جلال الدین اخستان۔ نظم الملک وزیر رضی الدین۔ ملک سیف الدین والی دربند کی مدح میں حسب ذیل قصیدے فی البدیہہ کہے ہیں۔

۱۔ از سر زلف تو بوے سر بمہر آمد بما	جاں باستقبال شد کلنے مہر جانہا تکجا
۲۔ در پردۂ دل آمد و رمن کشاں خیالش	جاں شد خیال بازنے در پردۂ وصالش
۳۔ دل صید زلف اوست بجوں و زنگو تراست	واں صید کان اوست نگوں بسر نکوتراست
۴۔ شہ اختراں زال زر فشاں نماید	کہ اکسیر زر ہاے آمال ماست

واقعہ نگاری

خاقانی کی طبیعت واقعہ نگاری کی طرف زیادہ مائل ہے۔ حالانکہ یہ وصف اس کے معاصرین میں کم پایا جاتا ہے۔ اس نے اکثر قصیدے خاص خاص واقعات پر لکھے ہیں۔ اور اُن میں اپنے خیالات کو بڑی سنجیدگی اور متانت سے ادا کیا ہے۔ جہاں واقعات کی تصویر کھینچی ہے شاعرانہ تخیل کا رنگ بھی چڑھایا ہے۔ جس سے کلام میں ایک خاص تاثیر پیدا ہو گئی ہے۔ مثلاً جب وہ سفر حج میں مدائن سے گذرا اس نے طاق کسریٰ کو شکستہ حالت میں دیکھا۔ تو یہ قصیدہ لکھا۔ اس کا ہر شعر عبرت کا مرقع اور حسرت و افسوس

کا آئینہ ہے۔

ہاں اے دل عبرت بیں از دیدہ نگہ کن ہاں — ایوان مدائن را آئینۂ عبرت داں

یکرہ ز رہِ دجلہ منزل بمداین کن — وز دیدہ دوم دجلہ بر خاکِ مداین راں

از آتشِ حسرت بیں گریاں جگرِ دجلہ — خود آب شنیدستی کآتش کندش بریاں

تا سلسلۂ ایواں بگسست مداین را — در سلسلہ شد دجلہ چوں سلسلہ شد پیچاں

دندانۂ ہر قصرے پندے دہدت نو نو — پندِ سرِ دندانہ بشنو ز بنِ دنداں

گوید کہ تو در خاکی، ما خاک توایم اکنوں — گامے دو سہ بر ما نہ، اشکے دو سہ ہم بفشاں

از نوحۂ جغد الحق، ماییم بدردِ سر — از دیدہ گلابی کن، دردِ سرِ ما بنشاں

ما بارگہِ دادیم، ایں رفت ستم بر ما — بر قصرِ ستمکاراں، گوئی چہ رسد خذلاں

گوئی کہ نگوں کردہ است ایوانِ فلک وش را — حکمِ فلک گرداں، یاں حکمِ فلک گرداں

بر دیدۂ من خندی، کاینجا ز چہ می گرید — خندند براں دیدہ، کاینجا نشود گریاں

ایں ہست ہماں ایواں کز نقشِ رخِ مردم — خاکِ درِ او بودے، دیوارِ نگارستاں

ایں ہست ہماں درگاہ، کاو را ز شہاں بودے — دیلم، ملکِ بابل، ہندو، شہِ ترکستاں

از اسپ پیادہ شو، بر نطعِ زمیں رخ نہ — زیرِ پئے پیلش بیں، شہ مات شدہ نعماں[۵]

کسریٰ و ترنجِ زر، پرویز و بہ زریں — بر باد شدہ یکسر، با خاک شدہ یکساں

پرویز بہ ہر بزمے، زریں ترہ گستردے — کردے ز بساطِ زر، زریں ترہ را بستاں

ل۵ حاکم حیرہ۔

پرویز کنوں گم شد، زاں گم شدہ کمتر گو　　زریں ترہ کو؟ برگو؟ کم ترکو! برخوان

تمہید میں اکثر کوئی مسلسل مضمون بیان کرتا ہے۔ ایسے موقعوں پر اُسکا زور کلام۔ جوش بیان اور فصاحت و بلاغت کا زور شور قابل دید ہوتا ہے۔ تشبیب میں وہ کبھی معشوق کے حسن و جمال۔ زلف و خط و خال کی تعریف کرتا ہے۔ اور گریز نئے نئے اسلوب سے کرتا ہے جو خاص اُسی کا حصہ ہے۔ جیسے اس قصیدہ کی تشبیب و گریز ہے۔

اے تو ئی کز غمزہ، غوغا در جہاں انگیختہ　　نیزہ بالاخوں، بداں مشکیں سناں انگیختہ

نقش زلفت بر رُخ و نقش رُخت در چشم من　　گلستاں از ابر و ابر از گلستاں انگیختہ

پریشاں خوئی و دیارو ئی ازبخت من است　　غارت از ویباد غارا از پریشاں انگیختہ

آب و سنگم دادہ بر باد من بیچاں چو آب　　سنگ در بر میر وم در دل فغاں انگیختہ

از لعبت چوں گلشکر خواہم کہ داری در چہاہ　　زہر کاں در سنبل است از ناروں انگیختہ

دل گماں می برد کز دست تو نتواں بُرد جاں　　داغ ہجرت بیں یقیں را از گماں انگیختہ

آہ خاقانی شنو یا زلف دو دافگن بگو　　کیں چہ دود است آخر از جان فلاں انگیختہ

کاروانِ عشق را بیاع خاں شد چشم او　　دار ضرب شاہ از بیاع خاں انگیختہ

داورِ اُمت جلال الدین خلیفہ آنکہ او　　گوہر قدسی ز کان کن فکاں انگیختہ

مناظر قدرت کی مصوری

مثلاً صبح کا ہونا۔ آفتاب کا مشرق سے نکلنا۔ صبح کے وقت مشرق

میں چاند کا زرد نظر آنا ۔ رات کا غائب ہونا ۔ ستاروں کا غروب ہونا ۔ ان سب مناظر کو ان اشعار میں کس لطیف پیرایہ میں بیان کیا ہے ۔

صبح ز مشرق چو کرد بیرقِ نور آشکار — خندہ زد اندر ہوا بیرقِ او برق وار
بود چو گوگرد سرخ از برِ چرخِ کبود — دادش ایں خاک را گونہ زرِّ عیار
خسروِ چیں از اُفق آئینۂ چیں نمود — ز آئینۂ چرخِ رُفت زنگِ شہِ زنگبار
ظلِ صنوبر مثال گشتہ بمغرب نگوں — ماہ ز مشرق نمود چہرۂ زرد آشکار
در سپرِ ماہ راند تیغ زدودہ سپہر — بر کتفِ کوہ دوخت دستِ سپیدہ غبار
شد قلم از دست ایں رمح بدستِ سماک — شل از دستِ آں باغ و لبِ جویبار
داد غرابِ زمیں روئے بسوئے غروب — تا نکند ناگہاں بازِ سپہرش شکار
سوخت شبِ مشک رنگ ز آتشِ خورشید عود — نکہت بادِ سحر قیمتِ عودِ قمار
برقعِ زریں صبح چرخ برانداخت کرد — پیشِ عروسِ سپہر زرِّ کواکب نثار
تیغ زنِ آسماں خاکِ سیہ پوش را — کرد منوّر چو روئے رائے زنِ شہریار

اوصاف نگاری

بزم شراب ۔ شراب ۔ پیالہ ۔ خُم ۔ ساقی ۔ مطرب ۔ نے نواز ۔ مغنی ۔ آلات طرب ۔ (مثل بربط ۔ چنگ ۔ نے ۔ دف ۔ جلاجل وغیرہ) کے اوصاف بھی خوب لکھتا ہے ۔ مثلاً

مستان صبوح آموختہ | وز مے فتوح اندوختہ | مے شمع روح افروختہ | نقل مہتار ریختہ
رضواں کدہ خمخانہا | حوض جناں پیمانہا | کف بر قدح دردلہا | از عقد حورار ریختہ
مرغ از شبستان حرم | میوہ ز بستان ارم | گردوں ز بستان کرم | شیر مصفار ریختہ
بادام ساقی مست خواب | از جرعہ شادروان خراب | از دست با جام شراب | افتادہ صہبار ریختہ
مرغ صراحی کندہ پر | برداشتہ یک نیمہ سر | از نیم منقار دگر | یاقوت حمرار ریختہ

صنائع بدائع

خاقانی کے قصائد میں طباق - تدریج - مراعاۃ النظیر - لف و نشر - تجنیس وغیرہ سب صنعتیں پائی جاتی ہیں - مگر ایہام تناسب - سیاقۃ الاعداد اور تنسیق الصفات کا استعمال زیادہ ہے - مبالغہ میں وہ زور شور نہیں جو انوری میں پایا جاتا ہے - بعض قصیدوں میں صنعت لزوم مالایلزم بھی ہے - صنعت تنسیق الصفات میں وہ جس مرکب الفاظ کو بطور صفات بیان کرتا ہے وہ خاص ترکیبیں ہوتی ہیں - جن کا موجد صرف خاقانی ہے - اُس کے ہم عصروں میں اس قسم کی ترکیبیں نہیں پائی جاتیں -

خسرو جمشید جام | شاہ تہمتن حسام | خضر سکندر سپاہ | شاہ فریدوں علم
ابر صواعق سناں | بحر جواہر فشاں | روح ملائک سپاہ | موسی احمد قدم
مہدی دجال کش | آدم شیطاں شکن | موسی دریا شگاف | احمد جبریل دم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخاب از قصائد خاقانی

در نعت سید المرسلین گوید

سر بر فقر ترا سر کشد بتاج رضا — تو سر بجیب ہوس در کشیدہ اینت خطا

بران سری کہ سرے سران بتاج — تو تاج بر نہی از سر فرو نہی عمدا

سرست قیمت این تاج گر سرش داری — بمن یزید چنیں تاج سر بسیار بہا

ترا چو شمع ز تن ہر زماں سرے روید — سرے کہ درد سر آرد بریدنست دوا

نگر کہ نام سرے بر چنیں سرے نہی — کہ گنبد ہوس ست ایں و دخمۂ سودا

سرے دگر بکف آور کہ در طریقت عشق — سزاست ایں سر سنگسار سنگساری را

چرا چو لالۂ نشگفتہ سر فگندہ نۂ — کہ آسماں ز سر افگنار گیست پا برجا

ترا میاں سراں کی رسد کلہ داری — ز خون حلق تو خاکی نگشتہ لعل قبا

یتیم وار دریں تیم ضائع ست دلت — بہ در یتیم نوازی بود ز چوں عنقا

دلی طلب کن بیمار کردهٔ وحدت | چو چشم دوست که بیماریست عین شفا
مگر شبی ز برای عیادت دل تو | قدم نهد صفت ینزل الله از بالا
بر آستانهٔ وحدت سقیم خوشتر دل | بپال کانه جنت عقیم به اورا
مقام ری صفتی کن طلب که نقش خیال | دو یک شمارد اگر چه دو شش زند عذرا
ترا مقام صورت کجا دهد انصاف | ترا هلیلهٔ زرین کجا برد صفرا
بترک جاه مقام حریف تر در دلیش | بخوان شاه مزعفر لطیف تر سکبا
میان خاک چه بازی سفال کودک وار | سرای خاک بخاکی بباز مرد آسا
زر نهاد تو چون پاک شد بوتهٔ خاک | نه طوق و نه تاج شود چون شود ز بوته جدا
زری که گوی گریبان جبرئیل سزد | رکاب پای شیاطین مکن که نیست سزا
سواد اعظم اینک به بین مقام خرد | جهاد اکبر آنک بدر مصاف هوا
چو گل مباش که هم پوست را کفن سازی | چو لاله باری اول ز پوست بیرون آ
بدست همت طغرای بی نیازی دار | که هر دو کون تو داری چو داری این طغرا
بتیغ هوال نتوان رفت دل ز بیم اجل | ز خود گری نتوان کرد چشم نابینا
ترا که رشتهٔ ایمان ز هم گسست امروز | سجل خط امان ار چه میکنی فردا
[illegible] به که اسپ تازی را | بروز معرکه برگستوان به از نهرا
ترا ز [illegible] همت بکف شود ملکت | بطی ز پهلوی آدم پدید شد حوا
چو همت آمد هر هشت داده به جنت | چو وامق آمد هر هفت کرده به عذرا

خروش و جوش تو از بهر بود و نابود است — که از سرود گروه است شورش و غوغا

بوی بود دو روزه چرا شوی بد و رنگ — که بد و حال محالست و عمر کار تمنا

به بند دهر همه ما ناری بمیرد تا بهی — که طوطی از پئے این مرگ شد به بند رها

چه باشد دوخته چشمی بسوزن تقدیر — چو لاشه بسته گلوی بریسمان قضا

چه خوش حیات چه ناخوش چو آخرست زوال — چه جید ساده چه پرخم چو خارجست نوا

بجسته فقر سلامت کجا کنی حاصل — بگفته بسم بالحمار چون کنی مبدا

دمیده در شب آخر زمان سپیدهٔ حشر — پس از تو خفتن اصحاب کهف نیست روا

مسافران بسحرگاه راه پیش کنند — تو خواب پیش کنی اینت خفته رعنا

میان بادیه‌ها و بهان مخسپ از انکه — عرابیان ز تو هم سر برند و هم کالا

بخواب دائم جز سیم و زر نمی بینی — به بین که زر همه رنجست و سیم جمله عنا

ترا که از مل و مال ست مستی و هستی — خمار خواب ترا صور بشکند بصدا

بکار آبی و دین با دل و تنت گویان — که کار آب شما بود آب کار شما

غلام آب رزانی نداری آب از آن — رفیق صاف رحیقی نه بصف صفا

بهینه چیست که آن کیمیای دولت فقست — ز بیم تشنگی صهبا هباشد ست هبا

خرد بجائم دهن در نشاط و خوش نبود — که دیو جلوه کند بر تو و پری رسوا

برو بخت طهارت کن از نجاست الاثم — که کس جنب نگذارند در جناب سما

بشرو آمی درین راه تا ز حق شنوی — الی عبدی ابتجا تزدل کن ایتجا

ز چار ارکان بر گرد و پنج ارکان چون — که هست قاعده این پنج پنج نوبت لا

زنه خراس برون شو بکوی هشت صفات — که هست حاصل این هشت هشت بلغ بقا

وگر به عارضهٔ معصیت شکسته دلی — ترا شفاعت احمد ضمان کند بشفا

بپای شهادت سر بسته مرد احمد باش — که پای هر دو سران اوست در سرای جزا

پی ثنای محمد بر آر تیغ ضمیر — که چیست بر قد او بافته درع ثنا

زبان ببسته بمدح محمد ار دلنطق — که نخل خشک پی مریم آورد خرما

بعینه صورت او بود انبیا ابجد — بعینه معنی او بود اصفیا اسما

اگرچه بعد همه در وجودش آوردند — قدوم آخر او بر کمال اوست گوا

نه صورت از پی ابجد همی شود مفهوم — نه معنی از پی اسما همی شود پیدا

نه روح را پس ترکیب صورتست نزول — نه شمس را ز پس صبح صادق استضیا

نه سبزه بر دمد از خاک وانگهی سوسن — نه غوره در رسد از تاک وانگهی صهبا

گه نزول دانش ارواح خواند سورهٔ سور — ستاره بست ستاره سماع کرد سما

بیکوقت موکب اقبال موکب اجرام — به بست کلهٔ زربفت قبهٔ مینا

چو نقل کرد روانش مسافر ملکوت — برای عرسش بر عرش کرد خرقه و...

درید جوزا جبهه و برید پروین عقد — گذاشت مهر دواج و فگند صبح ردا

بوقت مکرمه بحر کفش چو موج زدی — حباب وار بدی هفت گنبد خضرا

زبوی خلقش حبل الورید یافت حیات — ز فر لطفش حبل المتین گرفت بها

سزد که چون کف او نشر کرد نشرهٔ جود — روان حاتم طی کند بساط سخا

ز بارگاه محمد ندای هاتف غیب — بمن رسید که خاقانیا بیار ثنا

ز خشک آخر غدلان برست خاقانی — که در ریاض محمد چرید کشت رضا

مرا ببخشا در تو گریزم از اخلاص — کزین خراس خسیسان دهی خلاص مرا

مرا تو باش که از ما و من دلم بگرفت — بر آر تیغ عنایت نه من گذار نه ما

کلید رحمتم آخر عطا فرست چنان — که گنج معرفت اول هم از تو بود عطا

گوا توئی که ندارم بگاه برگی برگ — باهل بیت ز من چون رسد نوال و نوا

چو قرصهٔ جو و سرکه نمی رسد به مسیح — کجا رسد بحواری خوارذ و حلوا

مرا ز خطهٔ شروان برون فگن ملکا — که قرصه ایست درو صد هزار بحر بلا

مرا کفن کفن است الغیاث ازین موطن — مرا مقر سفر است الامان ازین منشا

بره مهان نشوم ور شوم چو خاک مهین — عجم کیا نخورم ور خورم بکوه گیا

ازین گروه که پرکار دوردها ماند — دلم چو نقطهٔ نونست در خط دنیا

گرفتهٔ سرشان سرسام و چشمشان ابرص — ز سام ابرص جانکاه تر بزهر جفا

مرا بباطل محتاج جاه خود شمرند — بحق حق که جز از حق مراست استغنا

در نعت رسالت پناه گوید

ای پنج نوبه کوفته در دار ملک لا — لا بر چهار بالش وحدت کشیده ترا

جولاں گہِ تو زاں سوی الا ست گرچہ | ہژدہ ہزار عالم ازیں سوی لا رہا

از عشق ساز بدرقہ بس ہم بنورِ عشق | از تیہ لا بمنزل الا اللہ اندر آ

دروازهٔ سرای ازل داں سہ حرف عشق | دندانهٔ کلید ابد داں دو حرف لا

لا حاجبیست بر درِ الا شدہ مقیم | کو الٰہان باطلہ را میزند قفا

بے حاجبی لا بدر دیں عروکہ ہست | دیں گنج خانهٔ حق و لا شکل اژدہا

حد قدم مپرس کہ ہرگز نیابدرست | در کوچهٔ حدوث عماریِ کبریا

از حلهٔ حدوث بروں شو دو منزلے | تا گویدت قریشی وحدت کہ مرحبا

پیوند دیں طلب کہ ہمیں دایهٔ تو اوست | روزی کہ از مشیمهٔ عالم شوی جدا

حاجت شود روا چو تقاضا کند کرم | رحمت رواں شود چو اجابت شود دعا

ایں دم طلب کہ راحت ازیں دم شود پدید | اینجا طلب کہ حاجت ازیں جا شود روا

کسری ازیں ممالک صد کسری و قباد | خطوی ازیں مسالک صد خطهٔ خطا

فیض ہزار کوثر وزیں ابر یک سرشک | برگ ہزار طوبی وزیں باغ یک گیا

فتراک عشق گیر نہ دنبال عقل از انکہ | عیسی ست دوست بہ کہ حواریت آشنا

میداں کہ دل ز روی شناساں آں سرشت | مشمارش از غریب شماران زیں سرا

دل تا بخانہ ایست کہ ہر ساعتے درو | شمعِ خزانهٔ ملکوت افگند ضیا

یعنی جمال حضرت عین اللہ آں زماں | کائینهٔ دلِ تو شود صادق الصفا

در دل مدار نقش امانی کہ شرط نیست | بتخانہ ساختن بہ نظر گاہِ پادشا

دنیا بعرض فقر بده وقت من بزید — کو گوهرِ تمام ببیار ارزد این بها
در چارسوی فقر درآ تا ازراه ذوق — دل را ز پنج نوبتِ سلامت کنی دوا
همت ز آستانهٔ فقرست ملک جوی — آری هوا زکیسهٔ دریا بود سقا
عزلت گزین که از سرِ عزلت شناختند — آدم درِ خلافت و عیسیٰ رهِ سما
شاخِ امل بزن که چرا نیست زود میر — بیخ هوس بکن که درختیست کم بقا
گر سر یوم تجلی بر عقل خواندهٔ — پس پایمال مال مباش از سرِ هوا
تنگ آمدست زلزلة الارض هین بخوان — بر مالها و قال الانسان ما لها
حق میکند ندا که بیارهٔ دراز نیست — از مال لام بفگن و باقی شناس ما
خس طبع را چه مال دهی و چه معرفت — بی دیده را چه میل کشی و چه توتیا
از عافیت مپرس که کس زاده اند — در عاریت سرای جهان عافیت عطا
خود مادرِ زمان ز دفا حامله نشد — ورشد بقهر شش از شکم افکند هم قضا
از کوی ره زنان طبیعت ببر قدم — وز خوی رهروان طریقت طلب وفا
بر هیچ فرض عمر برافشان از آنکه هست — شش روزه آفرینش ازین پنج بانوا
توسن دلی و رائض تو قول لا اله — اعمیٰ و شیخ قائد تو شرع مصطفیٰ
با سایهٔ رکاب محمد عنان درآر — تا طرق وا ز نان تو گردند اصفیا
آن یاد تا شکن که بتعریف او گرفت — هم قاف و لام رونق و هم کاف و نون بها
آن مالک الرقاب وجه گیتی و بر درش — درگه تری مشجره آورده انبیا

هم موسی از صناعت او گشته مستطیع | هم آدم از شفاعت او بوده مجتبا

نطقش معلمی که کند عقل را ادب | خلقش مفرحی که دهد روح را شفا

دل گرسنه در آمده بر خوان کائنات | چون شبهتی بدید برون رفت ناشتا

مریم گشاده روزهٔ عیسی به بست نطق | کو در سخن گشاده سر سفرهٔ سخا

بر نا مده سپیدهٔ صبح ازل هنوز | کو بر سیه سپید ابد بود پیشوا

آدم از و به برقع خدمت سپید روی | شیطان از و بسیلی حرمان سیه قفا

ذاتش مراد عالم و او عالم کرم | شرعش مدار قبلهٔ و او قبلهٔ ثنا

از آسمان بجیب برون تاخت قدر او | هم عرش نطعش آمده هم سدره متکا

پس آسمان بگوش خرد گفت شک مکن | کان قادر مصطفی است علی العرش استوا

آن شب که سوی کعبهٔ خلوت نهاد روی | این غول دار بادیه را کرد زیر پا

آمد پی متابعتش کوه در روش | رفت از پی متابعتش سنگ در هوا

برداشت فر او دو گروهی ز خاک و آب | آمیخت با سموم اثیری دم صبا

گردون پیر گشت مرید کمال او | پوشیده بر ارادتش این نیلگون وطا

روحانیان مثلث عطری بسوخته | وز عطرها مسدس عالم شده ملا

یا سید البشر زده خورشید بر نگین | یا احسن الصور زده ناهید بر نوا

از شیب تازیانهٔ او عرش در نهیب | در شیههٔ تگاور او چرخ را صدا

لا تعجلوا اشارت کرده بمرسلین | لا تقنطوا بشارت داده به اتقیا

روح القدس خریطه‌کش او دران طریق   روح الامین جنیبه بر او دران فضا

زو باز مانده غاشیه دارش میان راه   سلطان دهر گفت که ای خواجه تا کجا

بنوشت هفت چرخ و رسیده بمستقیم   بگذشته از مضائق و رفت بمنتها

ره رفته تا خطِ رقمِ اول از خطر   بی پرده تا سرادقِ اعلاش از علا

زان سوی عرش رفته هزاران هزار میل   خود گفت این ازل حق گفت ها هنا

درسوی سر رسیده و دیده بچشم سر   خلوت سرای قدسی بیچون و بی چرا

گفته نود هزار اشارت بیک نفس   بشنوده صد هزار اجابت بیک دعا

دیده که نقدهای اولو العزم ده یکیست   آموخته ز مکتبِ حق علم کیمیا

آورده روز نامهٔ دولت در آستین   مهرش نهاده سورهٔ والنجم اذا هوا

داده قرار هفت زمین را بباد گشت   کرده خبر چهار امین راز ماجرا

هر چار چار حد بنای پیمبری   هر چار چار عنصر ارواح اولیا

بی مهر چار یار درین پنج روزه عمر   نتوان خلاص یافت ازین شش درِ فنا

ای فیض رحمت تو گنه شوی عاصیان   ریزی بریزه بر دلِ خاقانی از صفا

با نفس مطمئنه قرینش کن آن چنان   کاواز ارجعی دهدش هاتفِ رضا

بر فضل تست تکیهٔ امید او از آنکه   باشندهٔ عطائی و پوشندهٔ خطا

ای افضلی مشاطهٔ بکر سخن توئی

این شعر در محافل احرار کن ادا

ایضاً در نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم گوید

طفلی هنوز بسته به گهوارهٔ فنا — مرد آن زمان شوی که شوی از همه جدا
جهدی بکن که زلزلهٔ صور در رسد — شاهِ دلِ تو کرده بود کاخ را رها
جان از درون بفاقه و طبع از برون برگ — دیو از خورش به بیضه و جمشید ناشتا
آن به که پیش هودج جانان کنی نثار — آن جا که وقت صدمهٔ هجران شود فنا
رخش ترا بر آخر سنگین روزگار — برگِ گیا نه و خر تو عنبرین چرا
بر پردهٔ عدم زنِ زخمه بر از آنکه — برداشته است بهر فرو داشت این نوا
در رکعت نخست گرت غفلتی برفت — اینجا سجود سهو کن و از عدم قضا
گر حلهٔ حیات مطرا نگردت — آن به که در نماندت این کسوت از بها
از پیل کم نهٔ که چو مرگش فرا رسد — در حال استخوانش بیرزد بدان بها
از استخوان پیل عدیدی که چوب دست — هم پیل سازد و از پی شطرنج پادشا
امروز سکه ساز که دل از غرب نشست — چون دل روانه شد نشود نقد تو روا
اکنون طلب دوا که مسیح تو بر زمین ست — کانگه که رفت سوی فلک فوت شد دوا
بیمار به سواد دل اندر نیاز عشق — مجروح به قبای گل از جنبشِ صبا
عشق آتشی ست که آتش دوزخ غذای اوست — پس عشق روزه دار تو در دوزخ هوا
در این جهان سرای جهان نیست جای دل — دیدار از کجا و خلعت بیت الله از کجا

بنگر چه نا خلف پسرے کز وجود تو　　دار الخلافت پدرست ایں ماں مصوبا

در جستجوی حق شو و شگیر کن ازانکه　　تا جسته خاک رہ بکف آید نه کیمیا

بر لا بر آر نفس چلیپا پرست ازانکه　　عیسی تست نفس و چلیپاست نقش لا

گر در سموم بادیهٔ لا تپه شوی　　آرد نسیم کعبهٔ الا اللّهت شفا

لا را ز لاے لات ندانی بگوی دیں　　گر بے چراغ عقل روی راه انبیا

اول ز پیشگاه قدم عقل زاد و بس　　آرے که از یکے یکے آید بابتدا

عقل جهاں طلب در آلودگی زند　　عقل خدا پرست زند در گهِ صفا

کتفِ محمد از درِ مهرِ نبوت ست　　آں کتف بهر اسپ که بُد جای اژدها

با عقل پای کوب که بربست زنده پوش　　بر فقر دست کش که عروسیست خوش لقا

جاں را بفقر باز خر از حادثات ازانکه　　خوش نغمیست ایں غریب نوائیں دریں نوا

اندر جزیرهٔ دو محیط ست گرد تو　　زیں سوت موج محنت وزاں سو شط بلا

از رمز در گزر نه زمیں چوں جزیره ایست　　گردوں بگرد او چو محیط ست از هوا

از کشت روزگار سلامت مجوی ازانکه　　هرگز سراب پر نکند قتربهٔ سقا

در قمرهٔ زمانه فتادی بدست خوں　　وا ماں کعبتیں که حریفست بس دغا

فرسوده داں مزاج جهاں را بناخوشی　　آلوده داں دہاں مشعبد بگند نا

اینجا مساز عیش که بس بے نوا بود　　در قحط سال کنعاں دکاں نانوا

زیں غرقه گاه رو که نهنگیست بر گذر　　زیں سبزه جای خیز که زهر ست در گیا

گیتی سیاه خانه شد از ظلمت وجود — گردون کبود جامه شد از ماتم وفا
از خشک سال حادثه در مصطفی گریز — کاینک بفتح باب ضمان کرد مصطفی
در دِ تو این بس است که یا غیث الغیاث — کز فیض او بسنگ فسرده رسد نما
بودند تا نبود نزولش درین سرا — این چار مادر و سه موالید بے نوا
شاهنشه است احمد مرسل که ساخت حق — تاج ازل کلاهش و درع ابد قبا
آن قابلِ امانت در قالب بشر — وان عامل ارادت در عالم جزا
چوں نوبتِ نبوتِ او در عرب زدند — از جودی و اُحد صلوٰت آمدش صدا
بر خوان این جهان نه زد انگشت در نمک — نان خورده دست شسته ازین بے نمک ابا
آزاد کردهٔ در او بود عقل داد — چوں عقل هم شهنشه و هم پاسبان ما
او رحمتِ خداست جهانی خدای را — از رحمتِ خدای شود خاصهٔ خدا
ای هستِ ما نه هستی ذاتِ تو عاریت — خاقانی از عطای تو هست آیت ثنا
مرغی چنین که دانه و آبش ثنای تست — بپسند کز نشیمن عالم کشد جفا
از عالم دو رنگ فراغت دهش چنانکه — دیگر ندارد این زنِ رعناش در عنا

در نعت نبی صاحب صدق و سداد در حکمت و موعظت

بنیاد از نکوهش دنیا و حُسّاد

عروس عافیت آنگه قبول کرد مرا — که عمر بیش بها داد مش بشیر بها

چو کشت عافیتم خوشه در گلو آورد — چو خوشه باز بر آیدم گلوی کام و هوا

خروس کنگرهٔ عقل پر بکوفت چو دید — که در شب امل من سپیده شد پیدا

چو ماه سی شبه ناچیز شد خیال غرور — چو روز پانزده ساعت کمال یافت ضیا

مسیح وار پی راستی گرفت آن دل — که باژگونه روی داشت چون خط ترسا

ز مرغزار سلامت دل مرا خبر است — که هم مسیح خبر دارد از مزاج گیا

مرا طبیب دل اندرزگونه کرد ست — درین سواد بترس از حوادث سودا

به تلخ و ترش رضا ده بخوان گیتی بر — که نیشتر خوری ار بیشتر خوری حلوا

ازین سراچهٔ آواز و رنگ دل بگسل — بارغوان چهره رنگ و بارغنون آوا

اسیر طبع مخالف مدار جان و خرد — زبون چار زبانی مکن دو حور لقا

که پوست پارهٔ آید هلاک دولت آن — که مغربی کنهان را دهد باژ درها

مرا شهنشه وحدت ز درامگاه خرد — بشیب مقرعه دعوت همی کند که بیا

درین رسد که خاکی چه خاک می بیزی — نه کودکی نه مقامر ز خاک چیست ترا

بدست آز مده دل که بهر فرش کنشت — ز بام کعبه بدزدند ملکیان دیبا

بسوی نفس مکن جان که بهر گردن خوک — کسی نبرد زنجیر مسجد الاقصی

نه بینی که کوکبهٔ عمر خضر وار گذشت — تو باز مانده چو موسی به تیه خوف رجا

پریر نوبت حج بود و مهد خواجه هنوز — ازان سوی عرفات ست چشم بر فردا

بجاه چاه چه افتی که عمر در نقصان — بقصد قصد چه کوشی که ماه در جوزا

برفت روز و تو چون طفل خرمی آری — نشاط طفل نماز و گر بود عذرا

چو عمر دادی و نیابد کس خویش نبود — بصد خزینه مبند ربدانگی استقصا

دو رنگی شب و روز سپهر بوقلمون — پرند عمر ترا می برند رنگ و بها

دو چشمه اندیکی قیر و دیگری سیماب — شب بنفشه وش و روز یاسمین سیما

تو غرق چشمهٔ سیماب و قیر پنداری — که گرد چشمهٔ حیوان و کوثرم بچرا

جهان بچشمی ماند درو سیاه و سپید — سپید ناخنه دار و سیاه نابینا

بهر طناب هوس پایش از اتکا یامت — چهار میخ کند زیر خیمهٔ خضرا

بصور نیم شبی بشکنی رواق فلک — بناوک سحری بر شکن مصاف قضا

قضا به لوح هیولی تا کیست نماید نحب — بهفت مهرهٔ زرین و حقهٔ مینا

ترا که حقه و مهره نه مر لعبتند ایرا — چو حقه بیدل و مغزی چو مهرهٔ بی سر و پا

قریب گنبد نیلوفری بخرگه نون — اجل چو گنبد گل بر شگافدت عمدا

ز خشک سال حوادث امید امن مدار — که در تموز ندارد دلیل برف هوا

چه جای راحت و امن است دهر ریگیست — چه روز باشه و صید است دهر پر چکیبا

مگو که دهر کجا خون خورد چو نیست دهانش — ببین به پشه که زو چین ز نیست نیست کجا

مساز عیش که نامردم است طبع جهان — مخور کرفس که پر کژدم است بوم و سرا

ز روزگار وفای بروزگار آید — که حصرم از پس ششماه می شود صهبا

چه خوش بوی که درون وجست بیرون نجم — کجا روی که زپیش آتش است پس دریا

خوشی طلب کنی از خلق سادہ دل مردا — کہ از زکوۃ ستانان زکوٰۃ خواست عطا

صلاح کار خود اینجا ز بیزبانی ساز — کہ بیزبانی درفع زبانیہ است آنجا

خرد خطیب ولست و دماغ منبر او — زبان بصورت تیغ و دہان نیام آسا

چو خوشہ چند شوی صد زبان کہ میخواہی — کہ یک زبان چو ترازو بوی بروز جزا

درون کام رہا کن زبان کہ تیغ خطیب — برای نام بود در برش نہ بہر وغا

درین مقام کسے کو چو مار شد دو زبان — چو ماہی است بریدہ زبان دراں ماوا

زبان بمہر کن و جز بگاہ لا مکشاے — کہ در ولایت قالوا بلیٰ رسی تو زلا

دو اسپہ بر اثر لا براں براں شرطے — کہ رخت نفگنی الا بمنزل الّا

مگر معاملۂ لا الہ الا اللہ — درم خرید رسول اللہ است کند بہا

زبان ثنا گر درگاہ مصطفیٰ بہتر — کہ بار گیر سلیمان نکوترست صبا

ثنای او بدل ما فرو نیاید ازانکہ — عروس سخت شگرفست و حجلہ نا زیبا

سپید روی ازل مصطفیٰ است کز فرقش — سیاہ گشتہ بہ پیرانہ سر سر دنیا

فلک بہ دایگی دین او بدین مرکز — ز طفلیست بر سر گہوارۂ بماندہ دوتا

دمش خزینہ کشای عجا ہزار ارواح — دلش خلیفہ کتاب معلّم اسما

بہ پیش کاتب وحیش دوات دار خرد — بفرق حب یارش نثار بار خدا

ہزار فصل ربیعش جنیبہ دار جمال — ہزار فصل ربیعش خریطہ دار سخا

زبان دراں دہن پاک گفتۂ کہ مگر — میان چشمۂ خضر است ماہی گویا

دو شاخ گیسوی او چون چهار پیچ حیات
بهر کجا که اثر کرد اخرج المرعا

بیاد گیسوی او زآتش بهار کم است
که آب و گل را به آبستنی دهد به نما

غرور دهر و سرور جهان نخوست ازآنکه
نداشت از غم امت باین وآن پروا

ازین حریف گلو به حذر گزید حذر
وزین ابای گلوگیر ابا نمود ابا

چهار یارش تا تاج اصفیا نشدند
نداشت ساعد دین یاره داشتن یارا

الهی از دل خاقانی آگهی که درو
خزینه خانهٔ عشق است سر بمهر رضا

ازان شراب که نامش مفرح کرم ست
به رحمت این جگر گرم را بساز دوا

ز هر چه زیب جهانست و هر که اهل جهان
مرا چو صفر تهی دار چون الف تنها

قنوت من به نماز و نیاز در اینست
که عَافِنَا وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ لَنَا

مرا بمنزل الا الذین فرود آور
فرو گشای ز من طمطراق الشعرا

یقین من تو شناسی ز شک محققان
که علم تست شناسای ربنا ارنا

مرا ز آفت مشتی زیاد باز رهان
که بهر نای زن زید گشته اند گوا

خلاص ده سخنم را ز غارت گرهی
که مولعند بنقش ربا و قلب ریا

چو کاسه باز گشاده دهن ز جوع الکلب
چو کوزه پیش نهاده شکم ز استسقا

اگر خسیسی بر من گران سرست رواست
که او زمین کثیف ست و من سماء سنا

گر او نشسته و من ایستاده ام شاید
نشسته باد زمین و بپای باد سما

ور او براحت و من در مشقتم چه عجب
که هم زمین بود آسوده و فلک دروا

سخن بہ است کہ مانند زما درِ فکرت | کہ یادگار ہم اسما نکو تراز اسما
بروز حشر کہ آواز لاتخف شنوند | بگوش خاطرِ ایشاں رساں کرالبشرا

ایں قصیدہ در منطق الطیور خوانند در مطلع اول صفت صبح و تخلیص کعبہ عظمہا اللہ و در مطلع دوم صفت بہار و مناظرہ طیور و تخلیص سید المرسلین

زد نفس سر بمہر صبح ملمع نقاب | خیمۂ روحانیاں گشت معنبر طناب
شد گہر اندر گہر صفحۂ تیغِ سحر | شد گرہ اندر گرہ حلقۂ درعِ سحاب
صبح فنک پوش را ابر زرہ در قبا | بردہ کلاہِ زرش قند ز شب را ز ناب
بال فرو کوفت مرغ مرغ طرب گشت دل | بانگ بر آورد کوس کوس سفر کوفت خواب
صبح بر آمد ز کوہ چوں مہ نخشب ز چاہ | ماہ بر آمد بصبح چوں دم ماہی در آب
نیزہ کشید آفتاب حلقۂ مہ در ربود | نیزۂ ایں زر سرخ حلقۂ آں سیم ناب
شب عربی وار بود بستہ نقابِ بنفش | از چہ سبب چوں عرب نیزہ کشید آفتاب
بر کتفِ آفتاب باز ردای زد است | کردہ چو احرامیاں بردِ کعبہ مآب
حق تو ناقا نیا کعبہ تواند شناخت | تا خر سنگیں طلب توشۂ یوم الحساب
مرد بود کعبہ جوی طفل بود کعب باز | چوں تو شدی مرد دین روی ز کعبہ متاب

کعبه که قطب هدی است گشت است از نکو | خود نبود هیچ قطب بی تقلب از اضطراب

هست به پیر الفتش طوف کنان آفتاب | آری بر گرد قطب چرخ زند آسیاب

خاله خلایق خداست لاجرمش تام هست | شاه مربع نشین تازی رومی نقاب

المطلع الثانی

رخش بهار تاخت بر سر صفر آفتاب | رفت بجریا آخری گنج روان در رکاب

کحلی چرخ از سحاب گشت مسلسل به کل | عودی خاک از نبات گشت مهلهل ثیاب

روز چو شمع شب نور ده و سرفراز | شب چو چراغ بروز کاست و نیم تاب

وز روی مطبوخ بین بر سر سبزه تسیل | شیشه تاریخ بین بر سر آب از حباب

هر عکان چمن طفلگان ابجدی آموخته | بلبل الحمد خوان گشت خلیفه کتاب

دوش ز نوزادگان دعوت نو ساخت باغ | مجلس شان آب زد ابر بسیم مذاب

دار به بیک چمن تحفه از زر و در سرخ | حلقه نو روز صبا تنگ زر سرخ ما بتاب

اول مجلس که باغ شمع گل اندر فروخت | نرگس باطشت زر کرد مجلس شتاب

ژاله بران چمع رنجیده روغن طلق از هوا | تا نرسد مجمع را آتش لاله عذاب

بر سر کالا ز جدی جوی رقعه شطرنج بود | بیذق زرین نمود غنچه ز روی تراب

شاخ جواهرفشان ساخته تیر الفتار | سوسن بسه زن نمای دوخته خیر الثیاب

جمره کرده آن شمال بر دو زن شاخ سیب | لیست باد آسمان شوچین فکن شهاب

پیش چنین مجلسی مرغان جمع آمدند | شب شده بر شکل موی سه چو کمانچه رباب

فاختہ گفت از نخست هیچ شکوه که نخل | ساز داز آن برگ تلخ مایهٔ شیرین لعاب

بلبل گفتا که گل به ز شنگو قست از آنکه | شاخ جنیبت کش ست گل شه والا جناب

قمری گفتا ز گل مملکت سرو به | کانه‌ک بادی کند گنبد گل را خراب

ساری گفتا که هست سرو ز من پای لنگ | لاله ز وی به که کرد دست بدست انقلاب

صلصل گفتا که نی لاله دو رنگست از و | سوسن یکرنگ به چون خط اهل الثواب

تیهو گفتا به است سبزه ز سوسن از آنکه | فاتحهٔ صحف باغ اوست که فتح باب

هدهد گفت از سمن نرگس بهتر که هست | کرسی جم ملک او و افسر افراسیاب

طوطی گفتا سمن به بود از سبزه کو | بوی ز عنبر گرفت رنگ ز کافور ناب

جمله بدین داوری بر در عنقا شدند | کوست خلیفه طیور داور مالک رقاب

صاحب ستران همه بانگ بر ایشان زدند | کین حرم کبریاست بار بود تنگ باب

فاختہ گفت آه من کله خضرا بسوخت | حاجب این بارگاه در ره [illegible] جواب

مرغان بر در بپای عنقا در خلوت بجای | فاختہ با پرده دار گرم شده در عتاب

حاجب حال این خبر چون سوی عنقا رساند | آمده در شغل اندشان کرد به پرسش خطاب

بلبل کردش سجود گفت که نعم الصباح | خود بخودی باز داد صبحک الله جواب

قمری کردش ندا کای شده از عدل نو | دانهٔ انجیر زرد دام گلو بی شراب

وی که ز انصاف تو صورت عنقا رکیک | صورت مقراض گشت پر و بال عقاب

ما بتو آورده ایم درد سر ار چه بهار   درد سر روزگار برد ببوی گلاب

وانکه دواسپه دوید موکب فصل ربیع   دهر خرف بازیافت قوت فصل الشباب

خیل ریاحین بس است مابکه شادی کنیم   زین همه شادی گراست کیست بر تو صواب

عنقا بر گرد سر گفت کزین طائفه   دست یکی در حناست جعد یکی در خضاب

این همه نورستگان بچه خورند پاک   خورده که از جوی شیر گاه ز جوی شراب

گرچه همه دلکش اند از همه گل نغز تر   کو عرق مصطفاست وین دگر از خاک و آب

هادی مهدی غلام اُمّی صادق کلام   خسرو هشتم بهشت شحنه چارم کتاب

باج ستان ملوک تاج دهِ انبیا   کز در او یافت عقل خط امان از عقاب

احمد مرسل که کرد از تپش زخم تیغ   تخت سلاطین زگال گرده شیران کباب

جمله رسل بر درش مفلس و طالب زکوة   او شده تاج رسل تاجر صاحب نصاب

عطسهٔ او آدم است عطسهٔ آدم مسیح   اینت خلف کز شرف عطسهٔ او بود باب

گشت زمین چون سفن چرخ چو کیمخت سبز   تا زپی تیغ او قبضه کنند و قراب

ذرهٔ خاک درش کار دو صد ذره کرد   راند بدان آفتاب بر ملکوت احتساب

لاجرم از سهم آن بر لب دریا بدا   بندر بادی گسیخت رشته بریشم ز تاب

دیدهٔ هر روز بد ز کان شده دین بدرواد   راند سپه در سپه سوی نشیب و عقاب

بهر پلنگان دین کرد شراب از محیط   بهر نهنگان کین کرد محیط از شراب

از شغب بهر پلنگ شیر قضا بسته دم   وز فزع بهر نهنگ حوت فلک بخت تاب

از پی ثنائی او وصف به ملائک رسید — آخته شمشیر غیب تاخته چون شیر غاب
در علمش میر نخل نیزه کشیده چو نخل — غرقه صد نیزه خون اهل طعان و ضراب
چون الف سوزنی نیزه بنیاد کفر — چون تن سوزن بقهر کرده خراب بی آب
حامل وحی آمده کامده یوم الظفر — ای ملکان الغزات ای ثقلین النهاب
خاطر خاقانی ست مدح گر مصطفا — زان ز حقش بی حساب هست عطا بی حساب
کی شکند همتش قدر سخن پیش غیر — کی فگند جوهری دانهٔ دُر در خلاب
یارب ازین حبس گاه باز رهانش که هست — شروان شر البلاد خصمان شر الدواب
زین کُره نا حفاظ حافظ جانش تو باش — کز تو دعاء غریب زود شود مستجاب

این قصیده را در آوان کودکی گفته است

صفتی ست حُسن او را که بوهم در نیاید — روشی ست عشق او را که بگفت در نیاید
علم الله ای عزیزان که جمال روی آن بت — بصفات در نگنجد بخیال در نیاید
چو نسیم زلفش آید علم صبا بجنباد — چو فروغ رویش آید سپه سحر نیاید
زلبش نشان چه جوئی ز دلم سخن چه رانی — نشنیده که کس را ز عدم خبر نیاید
چو صدف کشاده لعلش چو سماک شیر عرش — نبود که چشم گریم صدف و گهر نیاید
چه دوم که اسپ عمرم ترسد بگرد وصلش — چکنم که شاخ بختم ز قضا بسر نیاید
چو ندوز بخت خوابم دل از غمش نیاید — چو درخت زهر کارم بر از شکر نیاید

نه مراست اختیاری که کم از کمم چه بیند — نه مراست روزگاری که ز یار بهتر نیاید

دل و دین فدایش کردم بگذشت گفت نی نی — سر و زر نثار ما کن که چنین بسر نیاید

اگرم جفا نماید ز برای خشک حالی — بجفای او که جانم هم از آن بدر نیاید

شب عید چون در آید ز ره مشتاق گفتی — که ز شرم طلعت او مه عید بر نیاید

به نیاز گفت فردای تهنیت بیایم — بدو چشم او که جانم بشود اگر نیاید

ز بنفشه زار زلفش نفحات عید الا — سوی فخر دین دولت شه دادگر نیاید

حسن حسین نشان منوچهر افق سپهر ملت — که ز نه سپهر چون او ملکی دگر نیاید

چه یگانه ایست کو را به عدد در دو عالم — ز حجاب چار عنصر بدرے بدر نیاید

که بود عدو که آید بگذار گه سپاهش — که زمانه بر کنار هم که بدان گذر نیاید

چه خطر بود سگی را که قدم زند بجایی — که پلنگ در وی الا ز ره خطر نیاید

به هر آن زمین که عنقا ز سموم پر بریزد — بیقین شناس کانجا پشه به پر نیاید

عدو ابله است اگر نه خر آن بود که مردم — دم اژدها بگیرد پی شیر نر نیاید

سلب فرشته دارد سر تیغ شاه و دایم — سر دیو برد آری ز فرشته سر نیاید

همه کامها که دارد ز فلک بیابد ارچه — عدد مرادش افزون ز حد قدر نیاید

غذا از جگر پذیرد همه عضوها ولیکن — غذا از دهان بیکدم بسوی جگر نیاید

چه شدست اگر مخالف سر حکم او ندارد — چه زیان که بوخلافی پی بوالبشر نیاید

ز جلالت تو شاها کمند ماند باور — که شعار دولت را فلک استر نیاید

تو بجای خصم ملکت ز کرم نه مقصر — چه سبب تهی که دردی ز تو وفا نیاید
بلی آفرینش است اینکه با مزاج عنصر — به دو چشم آنکه اندر دو بصر نیاید
سر تیره تو خورد و قسمی به دولت تو — که ازین لبس آب خوردش بجز از خدنگ نیاید
بمصاف سرکشان در چو تو تیغ زن بخیزد — بسر خسروان به چو تو تاجور نیاید
چو دل تو گفته باشم سخنی ز جهان بگویم — که چه جگر در شماری سخن از شمر نیاید
بجستگی عیدت بدعا کشم که دانم — که بدولت تو هرگز ز قضا خطر نیاید
تو نهال باغ ملکی سر بخت سبز بادت — که نهال باغ ملکی سر وی ز تو تازه‌تر نیاید
نظر سعادت تو ز جهان سیاه و تالی — که جهان آب و گل را به ازین نظر نیاید

این قصیده در مدح کعبه گوید تخلص سید المرسلین محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم تحت روضه رسول الله کرده

مقصد اینجاست ندای طلب اینجا شنوند — بختیان را ز جرس صبحدم آوا شنوند
عارفان نظری را فدا اینجا خواهند — با نقاب سحری را فدا آنجا شنوند
خاکیان را ز دل گرم روان آتش عشق — باد سرد از سر خوناب سویدا شنوند
همه سنگ جان چو سگان ناله کنانند به صبح — صبحدم ناله سگ بین که چه پیدا شنوند
خاک به سجده قدرا شود از اشک نیاز — وز دل خاک بهار ناله تمنا شنوند
خاک اگر گوید و ناله چه عجب کاتش را — بانگ گریه ز دل سینهٔ صحرا شنوند

گریه آن گریه که از دیدهٔ آتش بینند — نالهٔ آن ناله که از سینهٔ خارا شنوند
چون بلرزد علم صبح و بنالد دمِ کوس — کوه را ناله تپ و لرزه چو دریا شنوند
صبح گلفام شد ارواح طلب تا نگرند — کوس گلبام زد ابدال نگر تا شنوند
هرچه در پردهٔ شب راز دلِ عشاق وست — کان نفس جز بقیامت نه هما نا شنوند
صبح شد هدهد جاسوس کزو وا پرسند — کوس شد طوطی غمازه کزو وا شنوند
چون بپای علم روز سر شب به پرند — چه عجب کز دم مرغ آه دریغا شنوند
کشته شد دیو بپای علم لشکر حاج — شاید ار تهنیه از کوس مفاجا شنوند
کوس حاج ست که دیو از فزعش کرد دگر — زد چو کرنای سلیمان دمِ عنقا شنوند
یارب این کوس چه هاروت فن زهره نواست — که زیک پرده صد الحانش بجدا شنوند
چه کند کوس که امروز قیامت نکند — که ندارد نفس صور که فردا شنوند
کوس را بین خم ایوان سلیمان که درو — لحن داود بآهنگ دل آرا شنوند
کوس چون صومعه پیرِ ششم چرخ کزو — بانگ شش دانهٔ تسبیح ثریا شنوند
کوس مانند بکمانِ فلک اما عجب آنکه — زو صریر قلمِ تیر بجوزا شنوند
کوس را دل نه و دردی نه چرا نالد زار — نالهٔ زار ز درد دل دروا شنوند
کوس چون مار شده حلقه و کوبند سرش — بانگ آن کوفتن از کوفه بصنعا شنوند
سخت سر کوفته دارندش و او نالد از آنکه — نالهٔ مرد ز سرکوبهٔ اعدا شنوند
خم کوس ست که ماهِ ذو الحجه نمود — که زمه لحن خوش زهرهٔ زهرا شنوند

خود فلک خواہد تا چنبر این کوس شود — تا صداش از جبل الرحمة بطحا شنوند

کز دم چنبر چه بین که شنیدن خوش ست — پس دم آن خوشتر که چنبر مینا شنوند

از پی حرمت کعبه چه عجب گر پس ازین — بانگ دق الکوس از گنبد خضرا شنوند

مشتری قرعهٔ توفیق زند بر رہ حاج — بانگ آن قرعه برین رقعهٔ غبرا شنوند

عرشیان بانگ و لله علی الناس زنند — پاسخ از خلق سمعنا و اطعنا شنوند

از سر و پای درآیند سراپای نیاز — تا تعال از ملک العرش تعالیٰ شنوند

روضه روضه همه ره باغ منور بینند — برگ برگ همه جا آب مصفا شنوند

سربسر روضه همه جای تنزه شمرند — لب لب برکه همه بانگ تماشا شنوند

انجم ماه وش آمادهٔ حج آمده اند — تا خواص از همه لبیک غنا شنوند

همه را نسخهٔ اجزای مناسک در دست — از پی کسب جزا خواندن اجزا شنوند

نه صحیفه است فلک هفت ده آیه زبرش — عاشقان این همه از سورهٔ سودا شنوند

نه صحیفه که بیک بند ده آیت بستند — تا نه بس دیر چو سی پاره مجزا شنوند

خام پوشند همه اطلس بخیته شمرند — زهر نوشند همه نوش هنیا شنوند

زندگی شان بحق و نام برادر وار چه راست — کاب شان ابر دهد لا افز سقا شنوند

گنج پروردهٔ فقر اند و گهر و گم شده ایک — گم گم گنج سرا پردهٔ یا الا استوند

فقر نیکوست به رنگ ارچه به آواز بد است — عام ازین رنگ به آواز تبرا شنوند

شبه طاؤس شمر فقر که طاؤسان را — رنگ زیباست گر آواز نه زیبا شنوند

سفرِ کعبه نمودار رهِ آخرت است / گرچه رمزِ رهش از صورتِ زیبا شنوند
جان معنی ست با اسم صوری داده برون / خاصگان معنی و عامان همه اسما شنوند
کعبه را نام بمیدان گر عام و عرفات / حجرهٔ خاص جهان داور دارا شنوند
عابدان نعره برآرند بمیدان کز آنکه / نعرهٔ شیردلان در صفِ هیجا شنوند
عارفان نامش و سر بر سر زانو چه عجب / نه چو زنبور کزو شورش و غوغا شنوند
ساربانا بوفا بر تو که تعجیل نماے / کز وفاے تو ز من شکر موفا شنوند
حاشا لله اگر امسال ز حج وا مانم / نه قصورِ من و تقصیر تو حاشا شنوند
دوستان یافته میقات و شده ذی عرفات / من بتقید و ز من آواز به بطحا شنوند
هیچ اگر سایه پذیرد منم آن سایهٔ هیچ / که مرا نام نه در دفترِ اشیا شنوند
هادیا باشد اگر محمل من سازی وهم / برسانیم بکم زان که ز من ها شنوند
بر درِ کعبه که بیت الله موجودات ست / که مباهات اهم زان درِ والا شنوند
بار عام ست و درِ کعبه کشاده ست گرو / خاصگان بانگ درِ جنت ماوا شنوند
پس چو رضوان درِ جنات کشایدکان / بانگ حلقه زدنِ کعبهٔ علیا شنوند
زان کلیدی که نبی نزد بنی شیبه سپرد / بانگ پیر ملک و زیور حورا شنوند
چون جرس وار نجیبان رهِ یثرب سپرند / ساربان را همه الحان جرسِ آسا شنوند
در فلک صوت جرس زنگل نباشان ست / که خروشیدنش از دخمهٔ دارا شنوند
بسلام آمدگانِ حرمِ مصطفوی / از غلوها به بسلام از حرم آوا شنوند

النبی النبی آرند خلائق بزبان — امتی امتی از روضهٔ عذرا شنوند
از سر پیر هر او چار ملائک پس بعد — پنج هنگامه و دو صور بیکجا شنوند
بر در مرقد سلطان هدی زالیق چرخ — هر کب داشته را ناله هرا شنوند
خود جنیبت بدرش داشته جبریل براق — که صهیلش نفس روح معلا شنوند
موسی استاده و کم کرده ز دهشت نعلین — ارنی گفتنش از بهر تجلا شنوند
بهر وا یافتن گم شده نعلین کلیم — والضحی خواندن حضرا زو در طاها شنوند
بنده خاقانی و نعت و سر بالین رسول — تا ش تحسین ز ملک در صف اعلا شنوند
فخر من بنده ز خاک در احمد بینند — لاف دریا ز دم عنبر سارا شنوند
نعت صدر نبوی به که بغربت گویم — بانگ کوس ملکی به که بصحرا شنوند
تکنم مدح کز من مرثیه گوی کرم — چون کرم مرد ز من بانگ معزا شنوند
زنده کردم سخن ار شاکر من شد چه عجب — که ز ما از صفت شکر مسیحا شنوند
شاید ار لب بحدیث قدر ما نگشایند — تا ثنائی که ادای سخن ما شنوند
آب هر آهن و سنگ ار بشود نیست عجب — که هم آتش طور از ید بیضا شنوند
شاعران حیض حسد یافته چون خر گشتند — تا ز من شیر دل این نکتهٔ غرا شنوند
خصم سگ دل ز حسد نالد و چون نه جهت ما — نور بی صرفه و هر دو سه دعوی دعوا شنوند
از سر خامه کنم معجزه انشا بخدای — گر چنین معجزه پیغمبران پا شنوند
راویان کایت انشاء من انشاد کنند — بارک الله همه بر صاحب انشا شنوند

این قصیده را نیز نهرة الارواح و نزهة الاشباح خوانند هم در حضرت معظمه گفته انشا کرده است از مطلع اول وصاف مقصد صدق کند و یا ز از شرح منازل مناسک و منازل راه کعبه دید از بغداد تا مکه

شب روان از صبح صادق کعبهٔ جان دیده اند
صبح را چون محرمانِ کعبه عریان دیده اند

از لباسِ نفس عریان مانده چون ایمان صبح
هم بصبح از کعبهٔ جان روی ایمان دیده اند

در شکر ریزند از اشکِ خون که گردون را بصبح
همچو پسته سبز و خون آلود و خندان دیده اند

وادی فکرت بریده محرم عشق آمده
موقفِ شوق ایستاده کعبهٔ جان دیده اند

روز و شب دیده دو کاو پیه در قربان گهش
صبح را تیغ و شفق را خون قربان دیده اند

خوانده اند از لوح دل شرح مناسک سر آنکه
در دل از خط ید الله صد دبستان دیده اند

نام سلطان خوانده هم بر پاسخ سلطان از آنکه
دل علامتگاه پاسخهای سلطان دیده اند

از کجا بر داشته اول ز بغدادِ طلب
وز کجا در وادی تجرید امکان دیده اند

صبحدم رانده ز منزل تشنگان و ناشتا
چاشتگه هم مقصد و هم چشمه هم خوان دیده اند

در طوافِ کعبهٔ جان سالکانِ عرش را
چون حلیِ دلبران در رقص و افغان دیده اند

در سجودِ کعبهٔ جان ساکنانِ سدره را
همچو عقلِ سالکان سرمست و حیران دیده اند

در حریمِ کعبهٔ جان محرمان الیاس وار
علم خضر و چشمهٔ ماهی بریان دیده اند

در طریقِ کعبهٔ جان چرخ زرین کاسه را
از پی دریوزهٔ جان کاسه گردان دیده اند

کشتگاں کز کعبۂ جاں باز جا نور گشته اند — ماهی خضر ند گوئی کاب حیواں دیده اند
کعبۂ جاں زانوی نه شهر جوی و هفت ده — کیں دو چار النفس اسیر طبع دهقاں دیده اند
برگذشته زیں ده و زاں شهر در اقلیم دل — کعبۂ جاں را لشهر عشق بنیاں دیده اند
خاکیاں دانند راهِ کعبۂ جاں کو فلتن — کیں رهِ دشوار مشتے خاک آساں دیده اند
کعبۂ سنگیں مثالِ کعبۂ جاں کرده اند — خاصگاں ایں را طفیلِ دیدنِ آں دیده اند
هر کبوتر کز حریمِ کعبۂ جاں آمده است — زیر پر پرش نامۂ توفیق پنهاں دیده اند
عاشقاں اول طوافِ کعبۂ جاں کرده اند — پس طوافِ کعبۂ تن فرض فرماں دیده اند

المطلع الثانی

تا خیال کعبه نقش دیدۂ جاں دیده اند — دیده را از شوق کعبه زمزم افشاں دیده اند
عشق بر کرده زبانهٔ آتشی کز شرق و غرب — کعبه را مرهفت کرده هفت مرداں دیده اند
هم بداں آتش ز هند و چین و بغداد آمده — ماه ذوالقعده بروی دجله تاباں دیده اند
ماه نو را نیمۂ قندیل عیسیٰ یافته — دجله را بر حلقهٔ زنجیر مطراں دیده اند
بر سر دجله گذشته تا مدائن خضروار — قصر کسری وز بارگاه سلماں دیده اند
طاقِ ایوانِ جهانگیر و وثاق پیر زن — از نکو نامی طراز فرش ایواں دیده اند
از تحیر گشته چوں زنجیر پیچاں کاں زماں — بر در ایواں نه زنجیر و نه درباں دیده اند
تا جدا زش رفته دندانهاے قصر شاه — بر سر دندانهای تاج خذلاں دیده اند

رانده زانجا تا بخاکِ حلّه و آبِ فرات ‌‌ موقفِ شمس و مقامِ شیرِ یزدان دیده اند

بس بکوفه مشهدِ پاکِ امیرِ نحل را ‌‌ همچو جیشِ نحل حیرانِ انسی و جان دیده اند

پس پلنگان گوزن افگن که چون شاخِ گوزن ‌‌ پشت خم در خدمتِ آن شیرِ مردان دیده اند

در تنور از جای طوفان دیده اند از خشم و دل ‌‌ هم تنورِ غصّه هم طوفانِ احزان دیده اند

رانده از رحبه دو اسپه تا مناره یکسره ‌‌ از سمِ کوران دلِ شیران هراسان دیده اند

بختیان چون نوعروسان پای کوبان در سماع ‌‌ اختران و شب پلاس و چرخ کوبان دیده اند

شب طلاقِ خواب داده دیدبانانِ بصر ‌‌ تا شکر ریزِ عروسانِ بیابان دیده اند

روزها کم خورده چون شبها نوعروسان روز [illegible] ‌‌ دفها شان از دهلها مضطرب الحال دیده اند

حلّه ها شان از پلاس و گیسوان شان از مهار ‌‌ بارها خلخال و مشاطه شتربان دیده اند

درزها شسته شده سنگِ قدم شان لاجرم ‌‌ سنگ را از خون [illegible] تر چنان دیده اند

[illegible] ‌‌ [illegible] افتاده چون [illegible] دیده اند

بچگان چون بختیان افتان و خیزان مست شوق ‌‌ [illegible] ازمی و ساقی [illegible] دیده اند

وان کژاوه چیست میزان و دو کفه باروار ‌‌ بار چون او دو کفه شکلِ میزان دیده اند

بارداری چون فلک [illegible] خورد [illegible] ‌‌ وان دو سو چون [illegible] دیده اند

چون دو دوست اندر هم یک به یک متّصل ‌‌ در یکی محمل دو تن هم پای و همران دیده اند

جبرئیل استاده چون اعرابی اشتر سوار ‌‌ کز پی حاجت [illegible] دیده اند

بادیه بحر است و بختی کشتی و اعراب موج ‌‌ واقصه سرحدِ بحر و مکه پایان دیده اند

دست بالا نیست مردم کرده زیر پای … پای شیبی کان عقوبت جای شیطان دیده اند

شکل چوگان ست پای و بادیه گوئی بزیر … آسمان چون گوی غلطان زیر چوگان دیده اند

بادیه چون غمزهٔ ترکان سنان دارد ز عرب … جای خونریزان و نرگس را ز نیسان دیده اند

بهر وضع در فتح چشم رهروان آب و گیاش … شیر مادر خمر کشفیز پستان دیده اند

از گلاب ژاله و کافور صبحش در سموم … قیش خان کسری و سرو آب خاقان دیده اند

دایره افلاک را بالای صحن بادیه … کم ز حرف جیم نحویان بر حرف قرآن دیده اند

بادیه باغ بهشت و بر سر خوانهای حاج … پر طاوس بهشتی رنگس ران دیده اند

وز طناب خیمها بر گرد لشکرهای حاج … صد هزار اشکال قلیدس برهان دیده اند

قاع صف صف دید جف جف سپیداران حاج … کوس را از زیر دستان زیر دستان دیده اند

چار صفهای ملک در صفهای نه فلک … بر زبانا جای استسقای باران دیده اند

بر سر چاه شقوق از تشنگان صف صف چنانک … پیش یوسف گرسنه چشمان کنعان دیده اند

کرمگاهی کافتاب استاده در قلب اسد … سنگ و ریگ ثعلبیه بید و ریحان دیده اند

تیره چشمان روان ریگ روان را در زرود … شاف ساقی هم ز حصرم هم ز رمان دیده اند

از پی حج در حنین وذی زبانا صد سال باز … بر در قید آسمان را منقطع سان دیده اند

من بدور مقتفی دیدم بدی مه بادیه … کاندر و زاب و گیا قحط فراوان دیده اند

پس بعهد مقتفی امسال دیدم در تموز … کز نسیمگاه صد نیلوفرستان دیده اند

کوه مخروق آنکه همچون زر بشفشاهنگ در … دیو را زو در شکنجه حبس خذلان دیده اند

از دم پاکان کر بنشاند چراغ آسمان … ناف باحورا بجا جرم ماه آبان دیده اند

ز سحابِ فضل و اشکِ حاج و آبِ شعرِ من — برگها را برگ جای بحر عمان دیده اند
وز پی خضر و پرِ روح القدس چون خط دوست — در سمیر اسد ره بر جای مغیلان دیده اند
ز آبِ شورِ نقره و ریگِ غسیله ز اعتقاد — سالکان از نقره کان و از عسل شان دیده اند
از بس پرِ ملک گسترده زیر پای حاج — حاج زیرِ پای فرش سندس الوان دیده اند
سبزی برگ حنا در پای دیده لیک ز اشک — سرخی رنگِ حنا در نوک مژگان دیده اند
غره آن ماهِ نو ذو الحجه کز وادی عروس — چون خم تاجِ عروسان در شبستان دیده اند
ماه نو در سایهٔ ابرِ کبوتر فام راست — چون سجاءِ نامه یا چون عین عنوان دیده اند
ز آب خاک و سارقیه تا صفیه پیش چشم — بس دواء المسک و تریاقیکه اخوان دیده اند
درمیانِ سنگلاخِ مسلخ و عمره ز شوق — خار و حنظل گلشکر های صفاهان دیده اند
دشت محرم صحن محشر گشته ز لبیکِ خلق — نفخهٔ صور اندرین پیروزه ایوان دیده اند
از نشاط کعبه در شیرِ زقوم اجرامیان — شیرهٔ پستان قرین شیر پستان دیده اند
شیر زدگان امید و سینه رنجورانِ عشق — ور ز قوقش هم دو پستان هم سپستان دیده اند
زندگان گشته نقش اینجا کفن در پاکشان — زعفرانِ رنج حنوط النفس انسان دیده اند
شیر مردان چون گوزنان آهی و هو ز دهان — و ز هو الله بر خدنگِ آه پیکان دیده اند
بر درِ امید شان قفل از قفل صبی زده — باز دندانه کلیدش سین سبحان دیده اند
آمده تا نخلهٔ محمود و در راه از نشاط — حنظل محروق را تاریخ گیلان دیده اند
جمله در غرقابِ اشک گرده هم سیر از پا شان — خاک غرقابِ مصحف را که عطشان دیده اند

المطلع الثالث

در [illegible] موقف را لباس از جوهر جان دیده اند — کوه رحمت را اساس از گوهر کان دیده اند

خوش گه گاه [illegible] دشت موقف عرض جان است از آنکه — مصنع او کوثر و سقا یش رضوان دیده اند

حوت و سرطان است جای مشتری ز آن ماه کیست — مشتری صفوی که در وی حوت و سرطان دیده اند

کوه رحمت [illegible] منتی دارد که پیش قبله او — کوه قاف و نقطهٔ قاهر دو یکسان دیده اند

سنگریزه کوه رحمت پرده انداز بهر کحل — دیده یا نائی که عرش از کوه ایشان دیده اند

اصفیا پیش کوه استاده دل سوزان چو شمع — همچو شمع از اشک [illegible] خشک دامان دیده اند

آفتاب از [illegible] گفتی باز گشت از بهر حج — چون نماز دیگری بهر سلیمان دیده اند

گفتی از مغرب [illegible] کرد مشرق آفتاب — لاجرم حاجت [illegible] [illegible] دیده اند

از نسیم مغفرت کافی و [illegible] یافته — [illegible] را از اتا گفتن پشیمان دیده اند

وز فراوان ابر رحمت ریخته باران فضل — رانده را بر امید [illegible] شادان دیده اند

حج با آدینه و ما غرق طوفان کرم — خود نیست نوح هم آدینه طوفان دیده اند

هشتم ذوالحجه در موقف رسیده چاشتگاه — شاه خود را بهفتم چرخ مهمان دیده اند

شب فراز کوه ز اشک شمع و نور شمع — ابر در افشان و خورشید زر افشان دیده اند

چون کریمان کز عطای داده نسیان شان بود — عفو حق را از خطای خلق نسیان دیده اند

خلق هفتاد و سه فرقه کرده هفتاد و دو حج — انسی و جنی و شیطانی مسلمان دیده اند

حاج را نو بود را فزا از ملائک کرده حق | هر چه در شش صد هزار اعداد نقصان دیده اند
ای برید صبح سوی شام و ایران بر خبر | زین شرف کاسمان اہل شام و ایران دیده اند
دی زبان آفتاب حرار گیہان را بگوے | دولت کز حج اکبر حاج دوران دیده اند
از سموم آسیب و از باران تجلی یافته | از خفاجہ بیم و از عربیہ عصیان دیده اند
رانده ز اول شب پران کہ پایۂ و شکسته سنگ | نیم شب مشعل بمشعر نور غفران دیده اند
با مداداں نفس حیوان کرده قربان در منا | لیک قربان خواص از نفس انسان دیده اند
یا سیاہی سنگ کعبہ ہم برآید در شرف | سرخی سنگ منا کز خون حیوان دیده اند
سعد ذابح بہر قربان تیغ مریخ آختہ | جرم کیوانش چو سنگ ملی افسان دیده اند
چون برہ کابد بجا در گوسپند چرخ را | سوی تیغ حاج پویان غریوان دیده اند
بی زبانان بر زبان ہر زبانی شکر حق | گفته وقت کشتن و حق از زبانداں دیده اند
در سہ جمرہ بوده پیش مسجد خیف اہل خوف | سنگ را کانداختہ بر دیو عصیان دیده اند
آمده در مکہ و چون قدسیان در گرد عرش | عرش را بر گرد کعبہ طوف و جولان دیده اند
پیش کعبہ گشتہ خونباران زمین بوس از نیاز | و آسمان را در طواف ہفت دوران دیده اند
عید الیشان کعبہ ز ترتیب پنج ارکان حج | رکن پنجم ہفت طوف چار ارکان دیده اند
رفتہ و سعی صفا و مروه کرده چار و سہ | ہم بر آن ترکیب کز سادات و اعیان دیده اند
پس برای عمره کردن سوی تنعیم آمده | ہم بر آن آئین کہ حج را ساز و سامان دیده اند
حاج را دیوان اعمال است و آنگہ عمره را | ختم اعمال و فذالکہاے دیوان دیده اند
کعبہ در دست سیاہان عرب دیده چنانکہ | چشمۂ حیوان بتاریکی گردگاں دیده اند

آنچه دیده دشمنان کعبه از مرغان بسنگ	دوستان کعبه از غوغا دو چندان دیده اند
بهترین جای بدست بدترین قومی گرو	مهره جان دار اندر مغز ثعبان دیده اند
نی ز ایزد شرم و نی از کعبه آزرم ای دریغ	جای شیران را سگان عورسکان دیده اند
در طواف کعبه چون شوریدگان از دید حال	عقل را پیرانه سر در ام صبیان دیده اند
ذات حق سلطان سلطانان و کعبه دار ملک	مصطفی را شحنه و منشور قرآن دیده اند
چون ز راه کعبه خاقانی به یثرب داد روی	پیش صدر مصطفی ثانی حسان دیده اند
بنده خاقانی سگ تازیست بر درگاه او	نخ نخ آن تازی سگی کش پارسی خوان دیده اند

این قصیده غرا احرز الحجاز خوانند در کعبه علا عظمها الله پیش بالین مقدسه محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم انشا کرد در یثرب

شب روان چون رخ صبح آینه سیما بینند	کعبه را چهره در آن آینه پیدا بینند
گرچه زان آئینه خاتون عرب را نگرند	درین آئینه روی زن رعنا بینند
اختران عود شب آرند و بآتش فگنند	خوش بسوزند چو بوی خوش هم از آتش بینند
صبح دندان چو مطرا کند از سوخته عود	عودی خاک ز دندانش مطرا بینند
صبح را در روی ساده احرام کشند	تا فلک را سلب کعبه مهیا بینند
محرمان چون که وی صبح در آرند به کتف	کعبه را ستر لباس فلک آسا بینند
خود فلک شقه دیبای تن کعبه شود	هم ز صبح شق علم شقه دیبا بینند

…م صبح از جگر آرند و نم ژاله چشم | تا دل زنگ پذیر آینه سیما بینند

…م و نم تیره کنند آینه این آئینه بین | کز نم گرم دو دم سرد مصفا بینند

…ه صبوح زنان راه صبوحی بزنند | دلبر اره زدن روح چه یارا بینند

…شکنند آن قدح سرتن گردون زنار | که بدست همه تسبیح ثریا بینند

…ختران از پی تسبیح همه زیر آیند | کآتش دل زده در قبهٔ بالا بینند

…ک لرزند ز تسبیح موذن به فلک | اختران که چو تسبیح مجزا بینند

…وشروان آن رواء صبح بشویند چو شیر | کان رداء جامه احرام مسیحا بینند

…شتاقان تو نه از صبح و زشام آزادند | که دل از هر چه دو رنگ دست شکیبا بینند

…صبح شام آمده گلگونه وشی غالیه فام | رو که مردان نه بدین رنگ غازه بینند

…صبح صادق پس کاذب چه کند بر تن دهر | چادر سبز در دنا زن رسوا بینند

…ز ابنوس شب و روز آمده بیدق دهر | دو سه تا کالبت سطرنجی سودا بینند

…لعب دهر ست چو تضعیف حساب شطرنج | گرچه پایان طلبندش نه همانا بینند

…که کند خاک درین کاسهٔ مینای فلک | که از او آتش بیدزهره و جوزا بینند

غلطم خاک چه حاجت که چو بر در نگرند | همه خاکیست که در کاسهٔ مینا بینند

خاک خواران ز فلک خواری بینند چو خاک | خاک بر سر همه را هیچ مگو تا بینند

بگذریم از فلک دهر در کعبه زنیم | کین دو راهم بدر کعبه تولا بینند

ما و خاک پی وادی سپران کز تف و نم | آه شان مشعله دارد و مژه سقا بینند

یارو واقصه، واقص آں راه شویم   که زمرکش برکت بر که سینا بینند
بادیه بحر و بران بحر زباران چو حباب   قبه سیم زده حله و احیا بینند
از خفاچه بسر راه معونت یابند   وز عریبه به سب چاه موسا بینند
گر مگاهی که چو دوزخ دمد از باد سموم   تف باد را احیا نکهت حورا بینند
قرصه شمس شود قرصه ریوند ز لطف   بر تفته جگرا نا قمت گرما بینند
چرخ تا ایج صفت ششیشه کافور شود   که ز افغان تر بدیال دم صهرا بینند
علم خاص خلیفه زده در لشکر حاج   چتر شاهیست که زو ماشب آرا بینند
باز زریں ز بر رایت و دستار حریر   آفتابی بشب آراسته عدا بینند
تاج زریں بسر دختر شاهنشه زنگ   باز پوشیده بگیسوش سراپا بینند
زمی ز خیمه بپا افلاک و زلبس فلکه زر   به سر هر فلکی کوکب رخشا بینند
سالکان راستاره بادیه پر خطر   لیکن ایوان امان کعبه علیا بینند
همه شبهای تحم آبستن روز طرب ست   پیوسته روز بجا شب یلدا بینند
خوشی عافیت از تلخی دارو یابند   تابش معنی در ظلمت اسما بینند
بر شوند از پل آتش که اثیرش خوانند   پیما قصه های فلک جای تماشا بینند
بگذرند از سر موی که صراطش دانند   پس سه مایده جنت ما وا بینند
حفت الجنة همه راه بهشت آمد خار   پس خارستان همه گلهای رعنا بینند
حفت النار همه راه سقر گلزار است   باز خارستان سر تا سر صحرا بینند

شوره بینند بره پیش بسر چشمه رسند غوره یابند بر زبس می حمرا بینند
آب ابر است گزد شوره فراق انکار قدر تاب مهر است گزد غورهٔ منقا بینند
فر کعبه است که در باغ دل و راه امید شورهٔ و غورهٔ با چشمه و صهبا بینند
تخم کاینجا فگنی کشت تو آنجا دروند جو امروز کنی آب تو فردا بینند
بد دلی در روتیکی چه کنی کاهل نیاز نیک را هم نظر نیک مکافا بینند
تشنگانی که زخون شیر شو تازی عشق دل دریاکش سرمست چو دریا بینند
دیو آزادی محرم شنود نالهٔ کوس چون حریر علمش لرزه ز آوا بینند
گوسفند فلک و گاو زمین را بمنا حاضر آرند و قربان مهیا بینند
پی تنها که ره چون گوش همه شیر دلان راه تنها شده تا کعبه به تنها بینند
آسمان در حرم کعبه کبوتر وار است که بانقش بدر کعبه مسما بینند
آسمان کوژ کبودست به کبوتر ماند بر در کعبه معلق زن و دروا بینند
این کبوتر که نیارد ز بر کعبه پرید طیر انقش ته بیالا که به پهنا بینند
شفقه کز بر کعبه فلکش می خوانند سایهٔ جامهٔ کعبه است که بالا بینند
روز و شب را که باسل ز حبش در دم آرند پیش خاتون عرب جهره و لالا بینند
حبشی زلف دیبانی رخ و زنگی خال است گرچه ترکانش تتق رومی و خضرا بینند
جان فشانند بدان خال و بران حلقهٔ زلف عاشقان کان رخ زیتونی و زیبا بینند
کعبه بینند ز سر حلقه در حلقهٔ زلف نقطهٔ خالش ازان حجرهٔ صما بینند
مشتری عاشق آن زلف و رخ و خال شده است گرچه گردونش سراسیمه و شیدا بینند

گفتی آن حلقهٔ زلف از چه سپید ست چو شیر   که ز خالش سیهی عنبر سارا بینند

کعبه و مدینه عروسیست عجب نی که برو   زلف پیرانه و خال رخ برنا بینند

حلقهٔ زلف کهن رنگ بگرداند لیک   خال را رنگ همان غالیه گونا بینند

عشق بازان که بدست آرند آن حلقهٔ زلف   دست در سلسلهٔ مسجد اقصی بینند

خاکساران که بران سنگ سیه بوسه زنند   نور در جوهر آن سنگ مصفا بینند

از پس سنگ سیه بوسه زدن گاه وداع   چشمهٔ خضر ز ظلمات مقفا بینند

گر بمکه فلک و نور محمد دیدند   در مدینه ملک عرش معلا بینند

خاکیان جگر آتش زده از باد سموم   آب چون خاک در حضرت اعلا بینند

مصطفی پیش خلایق فگند خوان کرم   کز مگس راندن وی از شهپر عنقا بینند

عیسی از چرخ فرود آید و ادریس از خلد   کین دو را زله خور دیدهٔ طاها بینند

خاصگان بر سر خوان گرسنه دم نزنند   زان ابا با که بدین خوانچهٔ دنیا بینند

زعفران رنگ نماید سر سکباش ولیک   گونهٔ سنگ مگس است آنکه ز سکبا بینند

عقل واله شده از فر محمد یابند   طور پاره شده از نور تجلا بینند

عقل و جان مست بیاسینش چو پیش خفتند   یا چو نون از قلمش دور کجی تا بینند

او گرفته ز صحن روزه و از عید سخاش   صائم خواهان زکوة آدم دعوا بینند

شیر مردان بحریمش سگ کهف اند همه   ایمنت شیران که بدو ز آتش هیجا بینند

سرمه دیده ز خاک در احمد سازند   تا لقای ملک العرش معلی بینند

حضرت اوست جهانی که شب و روز جهان — ساحت وسیع است کز آن روضهٔ غرا بینند
دادخواهان که ز بیداد فلک ترسانند — داد از آن حضرت دین‌پرور دادار بینند
بندهٔ خاقانی و درگاه رسول است از آنک — بندگان حرمت از این درگه والا بینند
خاک مشکین که ز درگاه رسول آورده است — حرز بازوش چو الکهف چو طاها بینند
مصطفی خاطر و حسان عجم مدح سرای — پیش سیمرغ سخنش طوطی گویا بینند
گرچه حسان عجم را همه جا جاه دهند — جاهش آن به که بخاک عربش جا بینند
گرچه در لفظ سیه چهره توان دید ولیک — آن نکو نزد که در آینهٔ بیضا بینند
لاف از آن روح توانش زد که چارم فلک است — فی زبرجد که در تربتش [illegible] بینند
پادشاه آمد که شروان چه بلا بود و چه دید — نکبتی کان بشد و باشد ز تنگیا بینند
بسکه دید آفت اعدا ز پی انس عیال — هر دم از بهر عیال آفت اعدا بینند
موسی از بهر صفورا که رد آتش خواهی — وان شبانیش هم از بهر صفورا بینند
ز فریب فلک آزرده دلش خوش نشود — تا فلک را چو دلش رنگ معرا بینند
کی توان برد بحضرت ما ز دل کس غصه — کاستخوان غصه شده در دل خرما بینند
سخنش معجزهٔ دهر از این به سخنان — بخدا گر شنوند اهل عجم یا بینند

چون تمسک بحبل الله ز اول دیدند
حسبی الله و کفی آخرانش بینند

—— ✢ ——

در توصیف و مدح شاه خلائق پناه خود گوید

صبح ز مشرق چو کرد برق هوا آشکار — خنده زد اندر هوا برق او ابردار
بود چو گوی گرد سرخ گرز بر چرخ کبود — داد و بس خاک را گوته زر عیار
خسرو چین از افق آئینهٔ چین نمود — زانکه چرخ رفت ز تاک شیشهٔ زنگبار
در سپهر ماه راند تیغ زدوده سپهر — بر کتف کوه دو تخت دست سپید غبار
شاه قلم از دست این رمح بدست سماک — شد از رم از دست آن باغ و لب جویبار
ظل صنوبر مثال گشت بمغرب نگون — ماه ز مشرق نمود مهرهٔ زر آشکار
داد غراب زمین روی بسوی غروب — تا نکند ناگهان باز سپهرش شکار
سوخته شب مشک رنگ ز آتش خورشید برد — نکهت باد سحر قیمت عود قمار
برقع زرین صبح چرخ برانداخت و کرد — پیش عروس صبوح وزن کواکب نثار
تیغ زن آسمان خاک سیه پوش را — کرد منور چه روی رای زن شهریار
آصف حاتم سخا احنف سحبان بیان — یحیی خالد عطا جعفر هارون شعار

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

دل من پیر تعلیم ست و من طفل زبان دانش — دم تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش
ز هر زانو دبستانست و هر دم لوح تسلیم ست — نه هر دریا صدف دارست و هر قطره نفسانش

بسر زانو دبستانست چون کشتی نوح آنرا که طوفان جوش درداد و دست جودی کرد امانش

خود آنکس را که روزی شد دبستان از سر زانو نه تا کعبش بود جودی ولی تا ساق طوفانش

ز سر داین دبستانست هرگز خشتی در رہے به هر دم چار طوفانست در بنیاد ارکانش

دبستان از سر زانوست خاص آن شیر مردی را که چون سگ در پس زانو نشاند شیر مردانش

کسے کز روی سگ جائی نشیند در پس زانو بزانو پیش سگساران نشستن نیست امکانش

کسے کین خضر معنی راست دستگیر چون موسی که با موسی و آب خضر بینی در بیابانش

همه تلقینش از یائی که خاموشیست تاویلش همه تعلیمش از کتابی که نادانیست پایانش

مرا به لوح خاموشی الف با تا نوشت اول که درد سر زبانست و ز خاموشیست درمانش

نخست از من زبان بستد که طفل ابجد آموزی چو نالش بی زبان باید چو نی بر لب زبان دانش

چو ماندم بی زبان چون نای جان در من دمید از لب که تا چون نای سوی چشم راندم دم به افغانش

چنان در پرده تلقین مرا انگیخت کاندر من نه شیطان ماند و سواسش نه او ماند و نه عصیانش

بگوشم من فرو گفت انچه گر نسخه کنم شاید صحیفه صفحهٔ گردون و دود بزم کیوانش

نبشتم ابجد تجرید پس چون نشرهٔ طفلان نگاریدم بسرخ و زرد از شقهٔ چهره هجرانش

چو از بر کردم این ابجد که هست از نیستی مهرش ز یادم شد معمائی که هستی بود عنوانش

چو دیدم کین دبستان راست کلی علم نادانی هر انجم حفظ جزوی بود شستم ز آب نسیانش

زهی تحصیل دانائی که سوی خود شدم نادان کرا استاد دانا بود چون من کرد نادانش

چو طوطی کاینه بیند شناس خود نیفتد پی ز خود در خود شود حیران کند حیرت سخندانش

درین تعلیم شد عمر و هنوز ابجد همی خوانم ندانم کی رقم آموز خواهم شد دبیرانش

هنوزم عقل چون طفلان سر بازیچه میدارد که این نارنج گون حقه ببازی کرد حیرانش

نظاره میکنم و یحک درین هنگامهٔ طفلان کز مشکین مهره آسود دست نیلی حقه گردانش

بپایان آمد این هنگامه کاینک روز آخر شد بود هر جا که هنگامه است شب هنگام پایانش

خرد نا ایمن است از طبع زان حرزش کنم حیرت چو موسی زنده در تابوت زان دارم بزندانش

خرد بر راه طبع آید که مهد نفس موسی را گذر بر نیل فرعونست ناچارست از ایشانش

باول نفس چون زنبور کافر داشتم لیکن بآخر یافتم چون شاه زنبوران مسلمانش

مگر میخواست تا مرتد شود نفس از سر عادت مرا این سر چو پیدا شد بریدم سر به پنهانش

میان چار دیواری بخاکش کردم و از خون سر گورش باندودم چو تلقین کردم ایمانش

که گور کشتگان باشد بخون اندوده بیرون شو ولیکن زاندرون باشد بمشک آلوده رضوانش

مترسم زانکه نباش طبیعت گور بشکافد که مهتاب شریعت را بشب کردم نگهبانش

ز گور نفس اگر رست خار الحمد لله گو برون سو خار دیدستی درون سو بین گلستانش

مرا همت چو خورشیدست شاهنشاه مذ استا که چرخش زیر رانست و سر عیسی است بر رانش

بلی خود همت درویش چون خورشید میباید که سامانش همه شاهیست و فارغ ز سامانش

سلیمانیست این همت بملک خاص درویشی که کوس هب لی میزنند از پیش ایوانش

دو بیت عینی جهان و جان فتاده در تک کویش دو سگ بی پای نیاز و آویسته پیش دربانش

زهی همت که سکندر دل هوا تخت و خرد تاجش خهی همت عالی که جاه از استغنا بر رضا خوانش

دو خازن فکر و الهامش دو تمارس شرح و تفصیلش
دو وقتی نفس را ماشح و سمی چرخ و کیوانش

نه چون جیپال هند از جود بخشی کرده طاغوتش
نه چون خاقان چین از ظلم تاجی کرده طغیانش

ز بهر طبع تسلیم همه تخت جیپالش
برای مرکب خاص لعل از تاج خاقانش

چو در میدان آزادی سواری آرزو کردی
سر آمال بودی گوی و پای عقل چوگانش

دلم قصر مشبک داشت همچون خان زنبوران
برون ساده ورق بام و درون نعمت فراوانش

نه خان عنکبوتان سا سراپرده زده بیرون
درون ویرانه و بر خوان مگس هیچ نه بریانش

نه چون ماهی درون سوخته بیرون از درم گنجش
نه بیرون چون صدف عور و درون سوز گهر کانش

برفتم پیش شاهنشاه همت تا زمین بوسم
بشارت کرد دولت را که بالا خوان بنشانش

هوا میخواست تا در صف بالا همسری جوید
گرفتم دست و افگندم بصف پای ماجانش

بخوان سلوکم بنشاند خود حاجت نبود آنجا
که اشکم خویش نمک بود و ورق زرین نمکدانش

بدستم دوست کانی داد جام خاص خرسندی
که خاک جرعه چین شد خضر جرعه آب حیوانش

کسی کین نزل منزل دید ممکن نیست تحویلش
کسی کین نقل و مجلس یافت حاجت نیست نقلانش

مرا چون دعوت عیسی ست عیدی هر زمان در دل
دلم قربان عید فقر و گنج گاو قربانش

مرا دل گفت گنج فقر داری در جهان منگر
نعیم مصر دیده کس چه باید قحط اعوانش

بنه دامان شبستان کن بشرط آنکه مرو زن
بساطی سازی از رخسار و جاروبی ز مژگانش

چه بر بندد اسپ عمرت را عنان فلک سخره
چه جوئی ترس علفخانه که قحط افتاد در خانش

نیابی جو خوری را که دوران سخت بر نگاهش
نه بینی نان تنوری را که طوفان کرد ویرانش

به بیداری چو هیچ گیتی ندارد جو درین خرمن / مخور چون ترک جو گفتی بیک جو نان دهقانش

چو حرص آمیخت با عقلی نه عقل ماند نه دستارش / چو دزد افتاد در باری نه خر ماند نه پالانش

فلک هم تنگ چشمی دان که بر خوان دفع مهمان را / ز روز و شب دو سگ بستست همچون لاله در ایوانش

مترس زین سگ ابلق که در قاره است پیش از تو / بسی شیران دندان خای پی کردست دندانش

بچرخ گنده ناگون بر دو نان بینی و یک خوشه / که یک دو یاب ترا کش تیز ناپیدا دو همانانش

بر این نان ریزه ها منگر که شب دارد برین سفره / کز آن دریوزهٔ عیسی است خشکاری و لبانش

نماز مرده کن بر حرص لیکن چون وضو سازی / که بی آبی است عالم را و در حیض اند سکانش

وگر گویم تیمم کن بخاکی چون کنی کاینجا / بخون کشتگان آلوده شد خاک بیابانش

نهاد تن پریشان را گل خندان گلشن دان / درون سو خبث ناپاکی برون سو در دم جانش

سگان آز را عیدست چون میر تو خوان سازد / تو شیر ژنده مپندار و مبین در سلخ الوانش

نعیم پاک بستانی چو گرد آلوده بسیارد / نه شرم از آمدست آید نه ننگ از آمدستانش

دریغا کاش دانستی که در گلشن چه افزاید / ز چندین خوردن خون رزان و خون حیوانش

بگو با میر کاندر پوست سگ داری و جیفه هم / سگ از بیرون در گردد تو هم کاسه بگردانش

کشف در پوست میرد لیک افعی پوست بگذارد / تو کم ز افعی نه در پوست چون ماندی بجا مانش

سلیمانی مکن دعوی که تخت این نیو انسی را / بکش یا بند کن یا کار فرما یا برون رانش

چه جان کار فرمایست بباغ قدس خواهد شد / حواس کار کن در حبس تن بگذار و بریانش

که خوش نبود چو شاهنشه ز غربت وا بملک آید / بمانده خاصگان در بند او فارغ در ایوانش

سفر بیرون ازین عالم کن و بالای آن عالم | که دل زین هر دو مستغنی ست برتر زین و آنش
دو عالم چیست دو کفه است میزان مشیت را | ازین دو کفه بیرون ست هر کو هست وزنانش
زنی باشد نه مردی کز دو عالم خانه سازد | که ناپیداست و کیوان که باشد خانه میزانش
ز خاک پای مردان کن چو تخت خاسیان تاج | دگر تاج زرت بخشند سر اندر زد دونانش
نه درویش است هر کش تاج سلطانی کند شعبه | که درویش آنکه درویشی و سلطانیست یکسانش
وگر صف خاص تر بینی در درویش سلطان دل | که خاک پای درویشی نماید تاج سلطانش
تو خود سلطان درویشان محمد ص است احمد مرسل | که از نون و القلم طغرا است در منشور فرمانش
چو درویشی بدرویشان نظر کن که قرص خور | بهر بامان دهد زر لیک و خود بیند عریانش
سخا هنگام درویشی فرو ل ترک کن شاخ زر | چو درویش خزان گردد پدید آید بر افشانش
سخا بهر جزا کردن ربا خوار است در همت | که یک بدهی و ده گیری جزا خواهی بیزدانش
زهد گر نیکوئی ناید تو عذرش زان فرستش نه | که معذور ست بارانیست چون نحل از عسل نیشش
اگرچه نحل وقتی نوش آرد نیش هم دارد | تو [illegible] بنگر کاو تو را یک آمد وحی در شانش
میالا گر توانی دست ازین آلایش دنیا | که دنیا سنگ استنجی ست آلوده شیطانش
همه کش عاشق دنیا و ما فارغ ز غم ایرا | که معشوق سگ دل هست عشاق سگ جانش
بدین اقبال یک هفته که بفزاید مشو غره | که [illegible] ماه دو هفته است کافزونیست نقصانش
بچالاکی بپیه انجیره منگر در مه نیسان | به [illegible] افتادگی بنگر که بینی ماه آبانش
ز چرخ اقبال بی ادبار خواهی او ندارد هم | که [illegible] مه تو هست یا او بار سرطانش

بقای نیست هیچ اقبال را چندانم و دستی | خود اینک بقا مقلوب اقبال است بر خوانش
بترس از تیر باران ضعیفان و کمین شب | که هرگز ضعف نالان تر قوی تر زخم پیکانش
حذر کن زآه مظلومی که بیدار است خون بارا | تو شب خفته با بالینی که سیل آید ز بارانش
ز تعجیل قضای بد پناهی ساز کاندر پی | بخاک افکنده داری که لرزد عرش ز افغانش
چه غم داری اندر چه بخسپ افراسیاب آسا | که رستم در کمین است و شغنگی زیر شغنایش
تو همچون کاسهٔ قهر مستی و خفته و انگشت آزردی | چه گرمی کان شب تا بیدار و نالانش
سگی کردی کنون العفو میگو کز پشیمانی | که سگ ستم عفو میگوید مگر دل شد پشیمانش
اگر پیری که مردان چرا بینند خندانت | که طفل اینک که پیرا بینی بیند گریانش
ترا از گوسپندی چرخ دنیا می نهد و نه | تو برگاو زمین برده اساس قصر و بنیانش
رقمهای که اندر خرقه مرموز است از نجیب | رموز لوح محفوظ است اگر خوانی با تقانش
زمین دایه است تو طفلی که شیرش خورده و خفته | همه خون نوزادان شیری که خورد مستی ز پستانش
مخور باده که آن خون است که از شخص جوانمردان | زمین خورده است پیر سالداده از خاک بستانش
زمین از شخص جباران چو نقش نظام رعنا | درون سو هست گورستان برون سو هست بستانش
خراسان که حرم بودی همین کعبه ملکشاهش | سمرقند ار فلک بودی همین اختر قدرخانش
قدرخان مرد چون فتنه نموید خود سمرقندش | ملکشه رفت چون روزی نگوید خود خراسانش
ملکشه شد آتش بود و رفت آن پس مرد ریش | کنون خاکستر و خاک است مانده در صفاهانش
نوبت سنجر شد چون برد اول گورخان آخر | شبیخون زد [illegible]

زہے دولت کہ امکان ہدایت یافت خاقانی — کنوں صد فلسفی فلسی نیرزد پیش امکانش

توئی خاقانیا طفلی کہ استاد تو دیں بہتر — چہ جای ژند و استا ہست با زردشت و بہمانش

ہدایت ز اہل دیں آموز و قول فلسفی مشنو — کہ طوطی کاں ز ہند آید نجوید کس ز خربندانش

فرائض ورز و سنت جو اصول آموز و مذہب داں — مجسطی چیست و اشکالش قلیدس کیست اقرانش

نمازت را نمازی کن بہفت آب نیازانی — نمازی کاینچنیں نبود جنب مانند اخوانش

نمازی نیست گرچہ ہفت دریا اندروں آرد — کسے کاندر پرستش ہست ہفت اندام گستاخش

فقیہی بہ ز افلاطوں کہ انگشتش چشم درد آید — یکے کحال کاہل بہ ز صد عطار کرمانش

نمازی کز سہ علم آرد فلاطوں پیرہ زن نیز آں — کہ یکدم چار رکعت کرد حاصل شد دو چندانش

و دیگر امروزی کہ نیست تکمیل شریعت را — کہ خود تکمیل الجواہر یا فتنۂ الفصارہ اعوانش

بہ پندار کحل دیں خواہی کہ مر حیلۂ شہادل — چہ پیش آنکہ او را چند باشد کوب کاوش

ہمہ گیتی ست با بانگ ہاون اما نشنود خواجہ — کہ سیماب ضلالت ریخت اندر گوش خذلانش

فلک ہم ہاون کحلی ست کردہ سرنگوں گوئی — کہ منع کحل سائی را نگوں کردند زیں سانش

المدائح من القصائد الطوال المذکورۃ الاسفار و مذکور الاشعار خواند بر در کعبۂ معظمہ انشا کردہ و در وصف مناسک و مشاعر حج مخلص بمدح نور اجمال الدین موصلی کہ معمار حرم بود و ایں قصیدہ گفت آنجا کہ روایت کرد اہل عرب بزر نوشتند

صبح از حمائل فلک آہیخت خنجرش — کیمخت کوہ ادیم شد از خنجر زرش

هر پاسبان که طرهٔ بام زمانه داشت — چون طره سر بریده شد از زخم خنجرش

صبح از صفت چه یوسف و مه نیمه در ترنج — یکران چرخ دست بریده برابرش

شب گیسوان کشاده چو جادو زنی به شکل — بسته زبان ز دود گلوگاه مجمرش

گفتی که نعل بود در آتش نهاده بام — مشهور شد چو شد زن دود افگن از برش

شب را نه نه حامله خاور چراست زرد — کابستنی دلیل کند روی اصفرش

شب عقد عنبرینهٔ گردون فرو گسست — تا دست صبح غالیه ساید ز عنبرش

آنگه عروس روز پس حجله معتکف — گردون نثار ساخته صد عقد گوهرش

زان پیش کین عروس برهنه شود علم — کوس از نپی زفاف شد اکنون نواگرش

گوئی که مرغ صبح ز روز یورش بخورد — کز حلق مرغ می شنوم بانگ زیورش

مانا که محرم عرفاتست آفتاب — از طیلسان مشتری آرند میزرش

هر سال محرمانه روا گیرد آفتاب — کاحرام را برهنه بر آید ز خاورش

بل قرص آفتاب بصابون زند مسیح — کاحرام را ازار سپید است در خورش

بینی بموقف عرفات آمده مسیح — از آفتاب جامهٔ احرام در برش

پس گشته صد هزار زبان آفتاب وار — تا نسخهٔ مناسک حج گردد از برش

نشگفت اگر مسیح بر آید ز آسمان — آرد طواف کعبه و گردد مجاورش

کامروز حلقهٔ در کعبه است آسمان — حلقه زنان خانهٔ معمور چاکرش

بل حارسی ست بام و در کعبه را مسیح — زانست فرق طارم پیروزه منظرش

چو یک زنار مسیح مگر زاں بگاشتند — با صورت صلیب بر ایوان قیصرش

المطلع الثانی

سرحد بادیه است روان باش بر سرش — تریاک روح کن ز سموم معطرش

گوگرد سرخ و مشک سیه خاک و باد اوست — باد بهشت زاده ز خاک مطهرش

تا ناف زمین است کعبه مگر ناف مشک شد — کاندر سموم کرد اثر مشک اذفرش

خونریز بی دیت شمر بادیه که هست — عمر دوباره در سفر روح پرورش

در بادیه ز شمهٔ قدسی عجب نه بست — گر بر دمد ز بیخ ز قوم آب کوثرش

از سبزهٔ و زیر پرِ طائران بهر دو گام — صد ها مثال دولت دو بستان اخضرش

دریای خشک دیدی و کشتی روان وان — هان بادیه نگه کن و هان ناقه بنگرش

دریاے پر عجائب ز اعراب موج زن — از حله ها جزیره و از مکه معبرش

وان کشتی رونده تر از بادبان چرخ — خوش گام تر ز زورق مه چار لنگرش

لنگر شکوه یاد کنند دفع لبس چرا — در چار لنگر است روان باد صرصرش

چو تا سوار دیده نه بر نبات نعش — ناقه تنگ کشاده و هم جفت از برش

پشتش نبات نعش و دو پیکر سوار او — ماهی دگر سوار شده بر دو پیکرش

گیسوی حور و گوی زنخدانش بین بهم — دستار چه کشادهٔ و ماهِ مدورش

مانند کشاده حاملهٔ خوش خرام را — اندر شکم دو بچه بمانده مخصرش

یا بی قلم دو نون مربع نگاشته — اندر میان چو تا دو نقطه کرده مضمرش

وان ساربان ز برق سراب برکرده چشم — از آفتاب چهره چو میغ مکدرش

چون صد هزار لام الف افتاده یک بیک — از دور دست و پای نجیبان رهبرش

وادی چو دشت محشر و بختی روان چنانکه — کوه گران که سیر بود روز محشرش

ملک آن چنان شده به صفی که بگذرد — در چشم سوزنی بمثل جسم لاغرش

چون صوفیانش بارکشی بیش و قوت کم — هم رقص و هم سماع همه شب میسرش

هرگز جلاجل و جرس آواز می شنود — در وهم نفخ صور همی شد مصورش

صحن زمین ز کوکبه هودج آنچنانکه — گفتی که صد هزار فلک شد مشجرش

وان هودج خلیفه متوج بماه زر — چون شب که آفتاب بنی تاج بر سرش

سالی میان بادیه دیدند نفس غرے — وان قصه هر که گفت نکردند باورش

باور کنی مرا که بدیدم به چشم خویش — امسال چون فرات روان چند فرسخش

ظن بود حاج را که مگر آب چشم من — جیحون سیل کرد بیابان خاک عنبرش

یا شعر آبدار من از دست روزگار — نقش الحجر نمود بیابان کوه و کمرش

المطلع الثالث

اینک موافقت عرفات است بنگرش — طولش چو عرض جنت صد عرض اکبرش

دهلیز دار ملک الهی است صحن او — فراش جبرئیلش و جاروب شهپرش

نور الله از تف نفس و آه مشعلش　　حزب الله از صف ملک و انس عسکرش

پوشیدگان خلعت ایمان گه الست　　ایمان صفت برهنه سران در معسکرش

گردون کاسه پشت چو کفگیر جمله چشم　　نظاره سوی زنده دلان کفن ورش

از اشک شان چو سیب گذرها منقطش　　وز بوسه چون ترنج حجرها مجدرش

از بسکه دود آه حجاب ستاره شد　　بر هفت بام پست گذرها چو ششدرش

بل شمع هفت چرخ گدازان شود چو موم　　از بسکه تف رسد ز نفسهای بی‌برش

جبرئیل خاطب عرفات ست روز حج　　از صبح تیغ در جبل الرحمه منبرش

سرمست پختگان حقیقت چو بختیان　　نه ساقی پدید نه باده نه ساغرش

با هر پیاده پای دو اسپه فلک دوان　　سلطان پاک سوارهٔ گردون مسخرش

در پای هر برهنه سری خضر جانفشان　　نعلین پای هم سر تاج سکندرش

تا پشت پای بود لوای ملک شهی　　همت به پشت پای زده ملک سنجرش

خاک مناز گوهر تر موج زن چو آب　　از چشم هر که خاکی و آبی ست گوهرش

آورده هر خلیل ولی نفس پاک را　　خون ریخته موافقت پور هاجرش

استاده سعد ذابح دهر تیغ زیر دست　　حلق حمل بریده بران تیغ احمرش

گفتی ز انبیا و امم هر که رفته بود　　حق کرده در حوالی کعبه مکررش

قدرت رحم گشاده و زاده جهان نو　　بر ناف خاک ناف زده مادهٔ وزش

زمزم بسان دیدهٔ یعقوب زاده آب　　یوسف کشیده دلو ز چاه مقعرش

بل کافتاب چرخ رسن تاب از آں شدہ — تاہم بدو چرخ کشد آب اخترش
واں کعبہ چوں عروس کہن حال تازہ روے — بودہ مشاطہ لبز اپور آذرش
خاتونی از عرب ہمہ شاہاں غلام او — سمعاً و طاع سجدہ کناں ہفت کشورش
خاتون کائنات مربع نشستہ جست — پوشید حلہ وز سرافتاد معجرش
اندر حریم کعبہ حرام ست رسم صید — صیاد دست کوتہ و صید ایمن از سرش

المطلع الرابع

من صید آنکہ کعبہ جانہاست منظرش — با من بپای پیل کند جنگ عبہرش
صد پیل وار خواہدم از زرخشک ازانکہ — مشک است پیل بالا در سنبل ترش
دل توسنی کجا کند آں را کہ طوق وار — در گردن دل ست کمند معنبرش
نقدست سرخروئی دل با ہزار درد — از تنگی کمند نہ از وجہ دیگرش
خاقانی ست ہندوی آں ہندوانہ زلف — واں زنگیانہ خال سیاہ منورش
چوں موی زنگیش سیہ و کوتہ است روز — از عشق ترک ہندو آشوب گسترش
خاقانی از ستائش کعبہ چہ نقص دید — کز زلف و خال گوید و کعبہ برابرش
بے حرمتی نبود نہ حکیمی کہ گاہ درد — زند مجوس خواند و مصحف بہ پرورش
نی نی بجاے خویش نشیدی ہمی کند — نعتست ازاں دلبر کعبہ است دلبرش
خالِ سیاہ او حجر الاسود ست ازانکہ — مانند خال و زلف بخم حلقۂ درش

سنگِ سیه مخوان حجرالکعبه را از آنکه — خوانند روشنان همه خورشید اسمرش
گوئی برای بوس خلائق پدید شد — بر دست راست بر جبهٔ مُهر پیمبرش
خاقانیا بکعبه رسیدی روان بپاش — گرچه نه جنس پیشکش ست این محقرش
ویدی جناب حق جنب اندر مشو از آنکه — کعبه مطهرست جنب خانه منتشرش
با آب چاه کعبه وجود تو حیض شد — هم ز آب چاه کعبه فروشوی یکسرش
این زال سرسپید سیه دل طلاق ده — اینک ببین معائنه فرزند شوهرش
تا حشر مرده زیست و جنب مرد هر کسے — کین شوخ مستحاضه فرو شد به بسترش
کی بدترین حبائل شیطان کند طلب — آنکس که با حمائل سلطان بود برش
خورشید را که بر سرِ مریم ست جائے — جای سها بود ببرِ نعش و دخترش
وز چنبرِ کبود فلک چون رسن مپیچ — مردی کن و چو طفل برون جه ز چنبرش
اول فسون دمد فلک آخر گلو برد — آخر برنجی ار شوی اول فسون خرش
اول بر فوق دانه بپاشید پیش مرغ — چون صید شد بقهر ببرند حنجرش
سوگند خورد بکعبه و هم کعبه داند آنکه — مثلث نبود هم نبود یک ثناگرش
شکرِ جمال گوی که معمار کعبه اوست — یارب چه کعبه وار عزیز و معمرش
شاه سخن بخدمتِ شاهِ سخا رسید — شاهِ سخا سخن ز فلک دید برترش
طبع و زبان چو تیر خزر دیده و تیغ هند — از دوم شاخ جوشن و از مصر مغفرش
آری منم که رومی و مصریست طعمتم — زانکس که رفت تا خزر و هند مخبرش

صبح و شفق شدم سر و تن ز اطلس و قصب — زانکس که آفتاب بود سایهٔ فرش

یک خانه دارم از زر کنی و جعفرے — زانکس که رکن خانهٔ دین شد جعفرش

بر تلج آفتاب کشتم سر ز طوق او — بر ابلق فلک فگنم زین با سترش

دیدم که سیئات جهانش نکرده صید — زان رو بکرد هایں حسنات موفرش

سلطان دل خلیفه هم خو نقش زانکه — سلطان پدر نوشت و خلیفه برادرش

در حضرت خلیفه کجا ذکر من شدی — گر نیستی مدد ز کرامات مظهرش

ختم کمال گوهر عباسی مقتفی — کاعزاز یافت جوهر آدم ز جوهرش

از مصطفے خلیفه شد چون آدم صفی — از خود خلیفه کرده خدای کردگرش

انصاف ده که آدم ثانی ست مقتفی — در طینت است نور ید الله مخمرش

از خط کردگار ملک راست محضرے — المقتفی خلیفتنا مهر محضرش

در دست روزگار فلک راست دفترے — المقتفی ابوالخلفا نقش دفترش

بوبکر سیرت است و علی علم تا ابد — من در دعا بلالش و در حکم قنبرش

فی نعت النبی صلی الله علیه وسلم

هر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم — وز صور آه بر فلک آوا بر آورم

چون طیلسان چرخ مطرا شود بصبح — من رخ به آب دیده مطرا بر آورم

بر کوه چون لعاب گوزن اوفتد بصبح — بوئے گوزن وار بصحرا بر آورم

از اشک و خون پیاده و از دم کنم سوار — غوغا بهفت قلعهٔ مینا برآورم

خود بی‌نیازم از حشر اشک و فوج آه — کان آتشم که یک تنه غوغا برآورم

اسفندیار این دژ روئین منم بشرط — هر هفته هفت خوانش به تنها برآورم

بس اشک شکرین که فرو بارم از نیاز — بس آه عنبرین که بعمدا برآورم

لب را حنوط زاه معنبر کنم چنانک — رخ را وضو باشک مصفا برآورم

قندیل خویش چرخ فرو میرد آن زمان — کان سرد باد زآتش سودا برآورم

دلهای گرم بت زده را شربتی کنم — زان خوش دمی که صبحدم آسا برآورم

هر دم مرا بعیسی تازه است حامله — زان هر دمی چو مریم عذرا برآورم

زین روی چون کرامت مریم بباغ عمر — از نخل خشک خوشهٔ خرما برآورم

تردامنان که سر بگریبان فرو برند — سحر آورند و من ید بیضا برآورم

دل در مغاک ظلمت خاکی فسرده شد — رختش بتاب خانهٔ بالا برآورم

رستی خورم بخوانچه زرین آسمان — و آوازهٔ صلا به مسیحا برآورم

نی نی من از خراس فلک در گذشته‌ام — سر زان سوی فلک به تماشا برآورم

چون در تنور شرق پزد نان گرم چرخ — آواز روزه بر همه اعضا برآورم

آبستنم که چون رسدم بوی نان گرم — از سینه باد سرد تمنا برآورم

آب سیه ز نان سپید فلک به است — زین نان دهان به آب تبرا برآورم

آبای علوی‌اند مرا خصم چون خلیل — بانگ تبرا ز نسبت آبا برآورم

از خامدگان مراست دم سر بمهر عشق — هر جا که محرمیست دم آنجا برآورم
در کوی حیرتی که همه عین آگهی ست — نادان نمایم و دم دانا برآورم
چون نای اگر گرفته دهان دارم جهان — این دم ز رده چشم همانا برآورم
در ساق من چو چنگ بر بند دبده رسن — هم سر بساق عرش معلا برآورم
با روزگار ساخته رنگم ببوی آنک — امروز کار دولت فردا برآورم
جام بلور در خم روئین بدستم است — دست از دهان خم بمدارا برآورم
تا چند بهر صیقلی از زنگ چهره ها — خود را برنگ آئینه رعنا برآورم
تا کی چو لوح نشرهٔ اطفال خویشتن — در زرد و سرخ حلهٔ زیبا برآورم
تا کی برغم کعبه نشینان عروس وار — چون کعبه سر ز شقهٔ دیبا برآورم
اولی تر آنکه چون حجر الاسود از پلاس — خود را لباس عنبر سارا برآورم
دلق هزار میخ شب آن منست و من — چون روز سر ز صدرهٔ خارا برآورم
خارا چو مار بر کشم و پس بیک عصا — ده چشمه چون کلیم ز خارا برآورم
در زرد و سرخ شام و سحر بوده ام کنون — تن را بعود می شب یلدا برآورم
چون شب مرا ز صادق و کاذب گزیر نیست — تا آفتابی از دل دروا برآورم
بر سوگ آفتاب وفا زپس ابروار — پوشم سیاه و بانگ معزا برآورم
چند از نعیم سبحهٔ الوان چو کافران — کار صحیح سبحه ز سعا برآورم
شویم دهان حرص بهفتاد آب خاک — وآتش ز بادخانهٔ استغنا برآورم

قرص جوین و خوش نمکی از سرشک غم ‌‌ ‌ بهر آنکه دم دمیدهٔ دارا برآورم

هم شوربای اشک نه سکبای چرب‌ها ‌‌ ‌ کین شوربا بقیمت سکبا برآورم

سو لوشال دم چو برآرد هلال صبح ‌‌ ‌ من نیز سر ز چوخهٔ خارا برآورم

چون عیش تلخ من بقناعت نمود خوش ‌‌ ‌ زان حنظل شکر شده حلوا برآورم

چون طبع من فزونی عیش آرزو کند ‌‌ ‌ من قصهٔ خلیفه و سقا برآورم

چون عقل را بدست امانی گرو کنم ‌‌ ‌ چون اره بر سر ذکریا برآورم

قلب ریا بنقد صفا چون برون کنم ‌‌ ‌ نسناس چون بزیور حورا برآورم

چون آئینه نفاق نیارم که هر نفس ‌‌ ‌ از سینه زنگ کینه به سیما برآورم

آن ره روم که توشهٔ وحدت طلب کنم ‌‌ ‌ زان زرم که نام به عنقا برآورم

شهبازم ارچه بسته دهانم نگاه صید ‌‌ ‌ گرد از هزار بلبل گویا برآورم

سر زان فرو برم که برآرم دمار نفس ‌‌ ‌ نفس اژدهاست هیچ مگو تا برآورم

صهبا کشاده آبی و زرست آتشی ست ‌‌ ‌ من آب و آتش از زر و صهبا برآورم

بلبل نیم که عاشق یاقوت و زر بوم ‌‌ ‌ بر شاخ گل حدیث تقاضا برآورم

دانم علوم دین نه بدان تا بچنگ زرق ‌‌ ‌ کام از سگان جیفهٔ دنیا برآورم

ابراهیم که بهر پی احرامیان روم ‌‌ ‌ حج از پی ربودن کالا برآورم

با این نفس‌پرستان همه هشیار نیستم ‌‌ ‌ مستم جهان و عربده پیدا برآورم

اصحاب [illegible] دارم بیدار و خفته ذات ‌‌ ‌ ممکن که سر ز خواب مفاجا برآورم

تن مرده ایست نفس چو خرگوش هر نفس — نامش بشیر شرزهٔ هیجا برآورم

صفرا همه بترش نشانند و من ز خواب — چون طفل ترش خیزم صفرا برآورم

بنیاد عمر بر یخ و من بر اساس عمر — روزی هزار قصر مهنا برآورم

مردان درین چه عذر نهندم که طفل وار — از نی کنم ستور و بهرا برآورم

در ظاهرم جنابت و در باطنست حیض — آن به که غسل هر دو بیکجا برآورم

دریای توبه کو که مگر شامگاه عمر — چون آفتاب غسل به دریا برآورم

خاقانیا هنوز نهٔ خاصهٔ خدای — با خاصگان مگو که محاذا برآورم

گر در عیار نقد من آلودگی بسیست — با صاحب محک چه محاکا برآورم

امسال گر ز کعبه مرا باز داشت شاه — زین حسرت آتشی ز سویدا برآورم

گر بخت باز بر در کعبه رساندم — کاحرام حج و عمره مثنا برآورم

یک سال فرض بر در کعبه کنم قضا — تکبیر آن فریضه به بطحا برآورم

حراق وار در فتد آتش به بوقبیس — ز او که چون شراره مجزا برآورم

از دست آنکه داور فریادرس نماند — فریاد در مقام مصلا برآورم

زمزم فشانم از مژه در زیر ناودان — طوفان خون ز صخرهٔ صما برآورم

دریای سینه موج زند ز آب آتشین — تا پیش کعبه لولوء لالا برآورم

از رشتهٔ اگر طلبد نفس یا حزن — سر رشتهٔ سخن از سگهٔ ضیا برآورم

بر آستان کعبه مصفا کنم ضمیر — زو نعت مصطفای عزطا برآورم

دیباچهٔ سراچهٔ کل خواجهٔ رسل — کز خدمتش مراد مهمّا برآورم
سلطان شرع خادم لالای او بلال — من سر بپای بوسی لالا برآورم
در بارگاه صاحب معراج هر زمان — معراج دل به جنت ماوا برآورم
با قرب قاب قوسین بر خاک درگهش — آوازهٔ دنیٰ فتدلّیٰ برآورم
گر مدحتش بخاک سراندیب وا کنم — کوثر ز خاک آدم و حوّا برآورم
کی باشد آن زمان که بهم بار حضرتش — آواز یا مغیث اغثنا برآورم
زان غصها که دارم از آلودگان عصر — غلغل دران خطیرهٔ علیا برآورم
دارا و داور او ست جهان را من از جهان — فریاد پیش داور و دارا برآورم
ز اصحاب خویش چون سگ کهف اندر آن حریم — آه از شکستگی سر و پا برآورم
دندانم ار بسنگ غرامت شکسته اند — وقت ثنای خواجه ثنایا برآورم
سوگند خورده ما در طبعم که در ثناش — از یک شکم دوگانه چو جوزا برآورم
اسمای طبع من بنکاح ثنای او ست — زان فال سعد زاختر اسما برآورم
امروز کز ثناش مراهست کوثری — رخت از گو ثری به ثریّا برآورم
فردا من از شفاعت او کار آن سرای — در حضرت خدای تعالیٰ برآورم

قصیده در صفت خاک شریف که از سر بالین رسول صلی الله علیه وسلم آورده بود

صبح وارهم ز ناشتائی در دهان آورده ام — آفتابم کز دم عیسیٰ نشان آورده ام

عیسیم کز بیت معمور آمده وز خوان خلد   خورده قوت و زله اخوان ز خوان آورده‌ام

هین صلای خشک بی پیران تر دامن که من   هر دو قرص گرم و سرد آسمان آورده‌ام

طفل ذی مکتب بر دنان من ز مکتب آمده   بهر پیران ز افتاب شمه و نان آورده‌ام

گرچه عیسی وار ازینجا بار سوزن برده‌ام   گنج قارون بین کز انجا سوی بان آورده‌ام

رفته زین سو لاشه زیر زانو بین کنون   کابلقی گیتی جنیبت در عنان آورده‌ام

از نظاره موی را جانی و کز هر مو مرا   طوطی گویاست کز هندوستان آورده‌ام

من نه پیل آورده‌ام بس بس نظاره کز سفر   پیل بالا طوطی شکرفشان آورده‌ام

در کشاده دیده‌ام خرگان ترکان فلک   ماه را بسته میان خرگاه سان آورده‌ام

از سفر می آیم و در راه صید افگنده‌ام   انیت صید چرب پهلو کارمغان آورده‌ام

گر سواران خنگ توسن در کمند آورده اند   من کمند افگنده و شیر ژیان آورده‌ام

چشم بد دور از من و را هم که راه آورد عشق   شب روان را سرمهٔ چشم روان آورده‌ام

بسکه در بحر طلب چل صبح شصت افگنده‌ام   تا دران شصت سبک صید گران آورده‌ام

نقد شش و ز نار خزائن هفت گردون برده‌ام   گرچه در نقب افگن چل شب لران آورده‌ام

خاک پای خاک بیزان بوده‌ام تا گنج زر   کرده‌ام سودا بهین عمری زیان آورده‌ام

خاک بیزی کن که من هم خاک بیزی کرده‌ام   تا ز خاک این مایه گنج شایگان آورده‌ام

دیده‌ام عشاق ریزان اشک و اشدو از طرب   آن همه چون سبحه در یک ریسمان آورده‌ام

اشک من در رقص و دل در حال و ناله در سماع   مرغ در پرده خرقه صد تو [illegible] آورده‌ام

زردی زر شادی فی‌الحقیقت دل شاد از آنکه　　سکهٔ رخ را ز زر شادی رسان آورده‌ام

شمع زر دست از نهیب سر نمی‌هم زرد لیک　　زردی رو بو شهاب سرفشان آورده‌ام

بل نه زان زردم که ترسم سر برندم همچو شمع　　کین سر از بهر بریدن در میان آورده‌ام

هان رفیقا نشره آبی بانرگال آبی بساز　　کز دل و چهره زنگال و زعفران آورده‌ام

شو نمک بر آتش افکن کز سر خوان بهشت　　خوش نمک در طبع و شکر در زبان آورده‌ام

درپی دندان سپیدی همرهان زلف راه　　دل چو عود سوخته دندان کنان آورده‌ام

گرچه شبها از سموم راه بنها برده‌ام　　از نسیم وصل مهر تب نشان آورده‌ام

زان جهان می‌آیم از رنجی که بیارم زینجها　　لیک طغرای نجات آن جهان آورده‌ام

دیده‌ام سر چشمهٔ خضر و کبوتر وار آب　　خورده و پس جرعهٔ بر ره‌ی در دهان آورده‌ام

چون کبوتر رفته بالا و آواره بر پای خویش　　بستهٔ زر ریخته و خط امان آورده‌ام

من کبوتر قیمتم بر پای دارم سرسپای　　آن قدر زری که سوی آشیان آورده‌ام

زیوری آورده‌ام بهر عروسان ضمیر　　گوئی از شعر شعار فرقدان آورده‌ام

لعبتان دیده را کاینان ده طفل هندواند　　هم مشاطه هم حلی هم دایگان آورده‌ام

پیر عشق آنجا بعرسی پاره میکرد آسمان　　من نصیبه شانه وانی بیگمان آورده‌ام

این فرزندی و آن پاره انگشتی خواهد من　　من ز جیب آسمان یک شانه دان آورده‌ام

دیده‌ام خلوت سرای دوست در مهمان پرستش　　من طفیل شاهد دل میهمان آورده‌ام

میزبان در حجرهٔ خاص من انگشت دخول　　من دل و جان پیش آن خاص میزبان آورده‌ام

دل ملک صبح ست قوت او ز بوی داده ام — جان پری وار است خورش ز استخوان آسوده ام
نقل خاص آورده ام زانجا و یاران بے خبر — کین چه میوه است از کدامین بوستان آورده ام
تا خط بغداد ساغر دوستکامی خورده ام — دوستان را حلقه در جرعه‌دان آورده ام
دشمنان را نیز هم بے بهره نگذارم چو خاک — گرچه جرعه خاص بهر دوستان آورده ام
دوست خفته در شبستان ست و دولت پاسبان — من بچشم و سر سجودی پاسبان آورده ام
پاسبان گفتا چه داری نور ها گفتم شها — کان زر دارید و من جان نوربان آورده ام
شیر مردان ز شبستان کز نشان آورده اند — من سگ کهفم نشان از آستان آورده ام
میدر او چون درش حلقه بگوش رفته ام — تا پی تشریف سرتاج کیان آورده ام
از نسیم یار گندم گون یکے چو سنگ مشک — بر دل سوزان و چشم سیل ران آورده ام
آب و آتش دشمن ہم ناک ست من بر مشک دوست — آب و آتش را رقیب مهربان آورده ام
جو به بیاعِ جهان ندهم کزان جو سنگ مشک — صد شتر بار تبت در ربیع خان آورده ام
دل بخدمت ساده چون گور غریبان برده ام — همچو موسی زنده در تابوت زان آورده ام
رفته لرزان همچو خورشید فروزان آمده — شب ز بهر پرده روز ناز خوان آورده ام
هشت باغ خلد را دربسته بینی بر خسان — کان کلید هشت در در بادبان آورده ام
بس طربناکم بدانید این طربناکی ز چیست — کز سعود چرخ بخت کامران آورده ام
گوئی اندر جوی دل آبی ز کوثر رانده ام — یا بباغ جان نهالی از جنان آورده ام
مگر اسفندیارم کان عروسار را همه — [illegible]

باشما گویم نیارم گفت با بیگانگان | کین نہان گنج از کدامین دودمان آورده ام

آشکارا بر گرفتن گنج فرخ فال نیست | من بہ فرخ فال گنجی در نہان آورده ام

زچنین جوہر زکوتی داد نتوان بہر آنکہ | تاج ترکستان بباج ترکمان آورده ام

داده ام صد جان بہای گوہر من دیر تد | در دو عالم داده ام ہم رائگان آورده ام

نیست خاقانی کہ گویم خون بہای جان اوست | خون بہای جان صد خاقان خان آورده ام

اینہمہ میگویمت کاورده ام باری بپرس | تا چہ گنجست و چہ گوہر وزچہ کان آورده ام

تا نپرسی من نگویم از ہمہ دزدیده ام | کز در شاہنشہی گنج روان آورده ام

باز پرسی شرط باشد تا بگویم کین فتوح | در فلان مدت ز درگاہِ فلان آورده ام

یعنی امسال از سرِ بالین پاکِ مصطفیٰ | خاک مشکین لوده بہرِ حرز جان آورده ام

خاک بالینِ رسول اللہ ہمہ حرز شفاست | حرز شافی بہر جانِ ناتوان آورده ام

وقف بازوی منست این حرز نفروشم بکس | گرچہ اول نام دادن بر زبان آورده ام

گوہر دریای کاف و نون محمد کز شناس | گوہر اندر کلک دریا در نہان آورده ام

چون زبان ملک سخن را زوکن از صدر رسول | در سرِ دستار منشور زمان آورده ام

ملک در مدح رسول اللہ بتوقیع ضمانش | بر جہان منشور ملکِ جاودان آورده ام

مصطفیٰ گوید کہ سحرست از بیان مرسل حرم | کاندرا اعجاز سخن سحر بیان آورده ام

ساحرے را گر قواره بہر سحر آید بکار | من ز جیب مہ قواره پرنیان آورده ام

یک خدنگ از ترکشِ آن شحنہ دریای عشق | تر ز عقل از نہیب چرخ جان ستان آورده ام

حاسدانم چون نهند بین که این چامه که من — تیر شعر از پی امن آشیان آورده ام
بخت من شبرنگ بوده اشقر ختلش کرده ام — پس بنام شاه عرش ایلغ زان آورده ام
عقل را در بندگیش افسر عطای داده ام — ایتگینی برده ام الپ ارسلان آورده ام
جان بزنگ آلوده در عهد رش بصیقل برده ام — زان چنان ریم آهنی تیغ یمان آورده ام
گرچه همچون زال زیر پیری بطفلی دیده ام — چون جهان پیرانه سر طبع جوان آورده ام
گرچه نیسانم خزان آرد من اندر دهن طبع — آتش نیسان بل کاب خزان آورده ام
من سپهرم کز بهار یاغ شب کم کرده ام — روز را بین کین ترنج مهرگان آورده ام
پادشاه نظم و نثرم در خراسان و عراق — کاهل دانش را زهر لفظ امتحان آورده ام
منصفان استاد دانندم که از معنی و لفظ — شیوهٔ تازه نه رسم باستان آورده ام
زامتحان طبع مریم زاد برچرخ دوم — تیر عیسی نطق را در خر کمان آورده ام
تا غزنجل آمده نزد شاپور کرم — من بشهرستان عزلت خان و مان آورده ام
تا نشسته برده دانش رصد دانش جهل — در بیابان خموشی کاروان آورده ام
گرچه در غربت ز سیے آبان شکسته خاطرم — زانش خاطر با بال ضیمران آورده ام
سنگ آتش چون شکستی تیز گردد لاجرم — از شکستن تیز خاطر در میان آورده ام
خانه دار فضل و دروی خانه دانی بوده ام — پشت در غربت کنون بر خاندان آورده ام
از همه بهتر وان بوجه آرزو دل را بیاد — حضرت خاقان اکبر اخستان آورده ام
هر چه دارم تر و خشک از من بهر انعام اوست — کین گلابی گل همه زان گلستان آورده ام

او سلیمان است و من مورم بپایش تا زده ام — زنده ماندم تا بآن کشور بایشان آورده ام

بدان که این قصیده در حالت حبس انشا کرده است فی المعنی و نعت رسول

هر صبح پای صبر بدامن در آورم — پرگار عجز گرد دل و تن در آورم

از عکس خون قرابه پری شود فلک — چون جرعه ریز دیده بدامن در آورم

هر دم هزار بچه خونین کنم بخاک — چون لعبتان دیده بزادن در آورم

از زعفران چهره مگر لشکر د کنم — کابستنی به بخت سترون در آورم

دانم که در سرخط بلا بر سرم شدن — دانم که سر بخط بلا من در آورم

چون روی آتشین ز غم از جان آهنین — سیماب وش گداز با آهن در آورم

غم در جگر زد آتش بر زین همراه من — از آب دیده دجله به پیرامن در آورم

غم تیغ عمر من ببرد و من ببرگ آن — دستی بشاخ لهو بچیدن در آورم

طوفانم از تنور برآمد چه سود از آنکه — دامن چو پیرزن بنهفتن در آورم

شد روزگار عمر زان عیش چین روی نیست — کین عمر رفته باز به برزن در آورم

با من فلک به کین سیاوش و من ز عجز — اسپی زنی بحرب تهمتن در آورم

چون کوه خسته بسته کنندم بجرم آنکه — فرزند آفتاب بمعدن در آورم

از جور هفت پرده ازرق باشک لعل — طوفان بهفت رقعه اوکن در آورم

از کشت زار چرخ و زمین کین دو گاو راست
یک جو نیافتم که بجز من در آورم

از چنگ غم خلاص تمنا کنم ز دهر
کافغان بنای حلق چو ارغن در آورم

چون زال بستهٔ قفسم نوحه زان کنم
تا رحمتی بخاطر بهمن در آورم

نی نی که با غمم ست هر اکنون لاجرم
مریم صفت بهار به بهمن در آورم

نشگفت اگر چو آهوی چین مشک بر دهم
چون سر بخورد سنبل و بهمن در آورم

چون دم بر آرم از سر زانو بباغ دل
از شاخ سدره مرغ نوازن در آورم

زانو کنم رصدگه و در پیچ و تاب جان
صد کاروان در دشت بهمن در آورم

غم بختی ست توسن و من بار کاروان
در خان به پشت بختی توسن در آورم

دل تنگ تر ز دیدهٔ سوزن شده ست و ست
بختی غم به دیدهٔ سوزن در آورم

غم تخم خرمی ست که در یکدل افگنم
در دل بیست جنس من که بیابان در آورم

عنقای مغربم بغریبی که بحر الف
غم را چو زال زیر نشیمن در آورم

در گلشن زمانه نیایم نسیم انس
در دل از آن دم غصه به گلشن در آورم

فقر ست پیر مائده افگن که نفس را
بر آستان فقر فگندن در آورم

آب حیات ز آتش گلخن دمد چو باد
گر نقش خاک پاش به گلشن در آورم

آری ز هند عود قماری برون برم
گز جامها به هند زر و بهمن در آورم

چندین نفس بصفحهٔ اهل صفا دهم
یک چند پیه به دیه بهمن در آورم

چون کار عالم ست گره بر من یکیست
گه سبحه گاه ساغر روشن در آورم

از هزل و جد چو طفل نگزیردم که دست — گاهی به لوح و گه به فلاخن درآورم

جنسی نماند پس من و رندان که بهر راه — چون رخش نیست پای بکودن درآورم

آهوی مشک نیست چه چاره ز گاو و بز — کز هر دو بیک عنبر و لادن درآورم

چون چرخ سرفگنده نیم گرچه پرورم — اکدیش ازان بخاک فروتن درآورم

دشمن مرا شکسته کند دوست دارمش — حاشا که من شکست بدشمن درآورم

تهدید تیغ می کند آوخ کجاست تیغ — تا چون حلیش دست بگردن درآورم

کان را که تیشه رخنه کند قفل کان نهم — رخنه چرا به تیشهٔ کان کن درآورم

در دیولاخ آز مرا مسکن است و من — خط فسون عقل به مسکن درآورم

هست شود حجاب میان من و نظر — گر من نظر بعالم ریمن درآورم

آسیمه سر چو گاو خراسم که چشم بند — نگذاردم که چشم بروغن درآورم

پروانه‌ام که سوزم و دم بر نیاورم — قمری نیم که طوق بگردن درآورم

در بوی رنگ دهر نپیچم که رد روم — ار تخم سیم که بال به چیدن درآورم

من نامه بر کبوتر راهم ز همرهان — باز او فتم که طبع بارزن درآورم

گر خاص قرب حق نشوم وانگهم بدانکه — رخت امان بخلد مزین درآورم

جان و دل و خرد برسانم بباغ خلد — آخر مثلثی بمثمن درآورم

چون خر مگس ز جیفهٔ وحش طعمه چون کنم — نحلم که روزی از گل و سوسن درآورم

چون قوت کم آرزو کند از کرم و سر چرخ — بر خوان جان دو نان ملون درآورم

با آنکه قانعم چو سلیمان ز مهر و ماه — نان ریزه‌ها به چه مور به مسکن در آورم
نسرین را بخوشهٔ پروین بپرورند — تا من بخوان دو مرغ مسمن در آورم
هر دم تو کلم نه نزلم در گه ملوک — حاشا که شاک به بخشش ذوالمن در آورم
آن کس که داد جان نه بدندان پلی دهد — پس کفر باشد ار بدل این ظن در آورم
چون موسیم شجر دو پا آتش چه حاجت است — کاتش ز تیه وادی ایمن در آورم
گر دو رنا کسان بخز فضل من رواست — نقصی چرا بفضل مبرهن در آورم
بهرام وار گر بمن آرند دو کدال — غارت چرا به تیغ و بجوشن در آورم
زان غم که آفتاب کرم مرد برق وار — شب تیره را چو رعد بشیون در آورم
این پیرزن هنوز عروس کرم نزاد — پس سر چرا بحجلهٔ این زن در آورم
گفتم بترک مدح سلاطین مبین و انکه — سحر مبین بشعر مبین در آورم
گوشه سلطان جود کرمن بهر اتمکی — پیشش زبان بگفتن بس بس در آورم
خاقانی مسیح دمم بس به تیغ نطق — همچون کلیم رخنه بالکن در آورم
بهر دو نان ستایش دونان کنم مباد — کاسه گهر بسنگ فلاخن در آورم
چون موی خوک در زن ترسا بود چرا — تار ردای روح بدان زن در آورم
هم نعت حضرت نبوی کان نکوتر است — کین لعل هم بطوق و بگرزن در آورم
کحال دانشم که برند اختران بچشم — کحل الجواهرے که بهاون در آورم
گفتم روم بکه و جویم دران حرم — گنجی که سر بحصن محصن در آورم

چون نیست وجه زر بکنم عزم مکه باز — جلباب نیستی بسر و تن درآورم
تبریز غم فزود مرا اندوهم هست — کین غم بآرزوم و بار من درآورم
خوش مقصدیست ارمن و تفلیس من آرزوم — من رخت دل به مقصد و مامن درآورم
منت برد عراق و دری ارمن بدین دو جا — سحری ز نظم و نثر مدون درآورم
پس شکر کز منیژه و گیوم رسد که من — شمعی بچاه تیرهٔ بیژن درآورم
چون مورسان نیاز با نشاط درکشم — چون مرغ برگ خانه بروزن درآورم

تمهید در توصیف همقران و هم شکایت زمان و عدم تأسف بران

هان ای دل عبرت بین از دیده نظر کن هان — ایوان مداین را آئینهٔ عبرت دان
یک ره ز لب دجله منزل بمداین کن — از دیده دوم دجله بر خاک مداین ران
خود دجله چنان گرید صد دجله خون گوئی — کز گرمی خونابش آتش چکد از مژگان
بینی که لب دجله کف چون بدهن آرد — گوئی ز تف آهش لب آبله زد چندان
از آتش حسرت بین بریان جگر دجله — خود آب شنیدستی کاتش کندش بریان
بر دجله گری نونو از دیده زکاتش ده — گرچه لب دریا هست از دجله زکات استان
گر دجله درآموزد باد لب و سوز دل — نیمی شود افسرده نیمی شود آتشدان
تا سلسلهٔ ایوان بگسست مداین را — در سلسله شد دجله چون سلسله شد پیچان
گه گه بزبان اشک آواز ده ایوان را — تا بو که بگوش دل پاسخ شنوی ز ایوان

دندانهٔ هر قصری پندی دهدت نو نو — پند سر دندانه بشنو ز بن دندان
گوید که تو از خاکی ما خاک توایم اکنون — گامی دو سه بر ما نه و اشکی دو سه هم بفشان
از نوحهٔ جغد الحق مائیم بدرد سر — از دیده گلابی کن درد سر ما بنشان
آری چه عجب داری کاندر چمن گیتی — جغد است پی بلبل نوحه است پی الحان
ما بارگه دادیم این رفت ستم بر ما — بر قصر ستمکاران گوئی چه رسد خذلان
گوئی که نگون کردست ایوان فلک وش را — حکم فلک گردان یا حکم فلک گردان
بر دیدهٔ من خندی کاینجا ز چه میگرید — گریند بران دیده کاینجا نشود گریان
ای زال مداین کم از پیرزن کوفه — نه حجرهٔ تنگ این کمتر ز تنور آن
دانی چه مداین را با کوفه برابر نه — از سینه تنوری کن و ز دیده طلب طوفان
این هست همان درگه کو را ز شهان بودی — دیلم ملک بابل هندو شه ترکستان
این هست همان صفه کز هیبت او بودی — بر شیر فلک حمله شیر تن شادروان
این هست همان ایوان کز نقش رخ مردم — خاک در او بودی دیوار نگارستان
پندار همان عهد است از دیدهٔ فکرت بین — در سلسلهٔ درگه در کوکبهٔ میدان
از اسپ پیاده شو بر نطع زمین رخ نه — زیر پی پیلش بین شه مات شده نعمان
نی نی که چو نعمان بین پیل افکن شاهان را — پیلان شب و روزش گشته به پی دوران
ای بس شه پیل افکن کافکند بشه پیلی — شطرنجی تقدیرش در ماتگه حرمان
مستست زمین زیرا خوردست بجای می — در کاس سر هرمز خون دل نوشروان

بس پند که بود آنگه در تاج سرش پیدا	صد پند نوشت اکنون در مغز سرش پنهاں
کسری و ترنج زر پرویز و تره زرّیں	بر باد شده یکسر با خاک شده یکساں
پرویز بهر بومی زریں تره آوردی	کردی ز بساط در زریں تره را بستاں
پرویز کنوں گم شد زاں گم شده کمتر گو	زریں تره کو برخواں رو کمترکوا برخواں
گفتی که کجا رفتند ایں تاجوراں اینک	زیشاں شکم خاکست آبستن جاویداں
بس دیر همی زاید آبستنِ خاک آری	دشوار بود زادن نطفه شدن آساں
خون دل شیریں ست ایں می که دهد رزبیں	ز آب و گل پرویز است آں خم که نهد دهقاں
چندیں تنِ جباراں کیں خاک فرو خورده ست	ایں گرسنه چشم آخر هم سیر نشد ز ایشاں
از خون دلِ طفلاں سرخاب رخ آمیزد	ایں زال سپید ابرو ایں مام سیه پستاں
خاقانی ازیں درگه دریوزهٔ عبرت کن	تا از در تو زاں پس دریوزه کند خاقاں
امروز گر از سلطاں رندی طلبی توشه	فردا ز در رندی تو طلبه سلطاں
گر زاد ره مکه توشه است بهر شهرے	تو زاد مدائن بر تحفه ز پی شرواں
هر کس برد از مکه سبحه ز گلِ حمزه	پس تو ز مدائن بر سبحه ز گل سلماں
ایں بحر بصورت بیں بی شربت ره مگذر	کز شط چنیں بحری لب تشنه شدن نتواں
اخواں که ز ره آیند آرند ره آوردی	ایں قطعه ره آورد است از بهر دل اخواں

بنگر که دریں قطعه چه سحر همی زاید
مفتون مسیحِ دل دیوانهٔ عاقل جاں

ین قصیده در زندان در شکایت شدائد و نعت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم گفته

صبحدم چون کله بندد آه دودآسای من
چون شفق در خون نشیند چشم شب‌پیمای من

مجلس غم ساخت است و من چو بید سوخته
تا بمن راوق کند مژگان می‌پالای من

نگ بازیچه است کار گنبد نارنج رنگ
چند جوشم گز برو غم تنگ زد صفرای من

تیرباران سحر دارم سپر چون نفگند
این کهن گرگ خشن باران ز غوغای من

این خماهن گون که چون بیم آهنم پالوده ساخت
شد سکاهن پوشش از دود دل دروای من

روی خاک آلود من چون کاه بر دیوار حبس
از رخم که گل کند اشک نهیب اندای من

مار دیدی در گیا پیچان کنون در غار غم
مار بین پیچیده در ساق گیا آسای من

اژدها بین حلقه گشته خفته زیر دامنم
زان نجنبم ترسم آگه گردد اژدرهای من

تا نترسد این دو طفل هندو اندر مهد چشم
زیر دامن پوشم از دو رهای جانفرسای من

دست آهنگر مرا در مار ضحاکی کشید
گنج افریدون چه سود اندر دل دانای من

آتشین آب از جوی خونین برانم تا بکعب
کاسیا سنگی است بسپای زمین پیمای من

جیب من بر صدرهٔ خارا عنابی شد ز اشک
کوه خارا از پی عطف دامن خارای من

چون کنار شمع بینی ساق من دندانه دار
ساق من خائید گوئی بخت دندانخای من

قطب وارم بر سر یک نقطه دارد چار میخ
این دو مریخ ذنب فعل زحل سیمای من

تا کلرزان ساق من بر آهنین کرسی نشست
می بلرزد ساق عرش از آه صور آوای من

بوسه خواهم داد و یک بند پند آموز را — لاجرم زین بند چنبر وار شد بالای من

در سیه کامی چو شب وی سپید آرم چو صبح — پس سپید آید سیه خانهٔ شب ماوای من

پشت بر دیوار زندان روی بر بام فلک — چون فلک شد پر شکوفه نرگس بینای من

محنتم من وی و در روی آمد چون جوز مغز — فندق آسا بسته روزن سقف محنت زای من

غصهٔ هر روز و یا رب یا رب هر نیم شب — تا چه خواهد کرد یا رب یا رب شبهای من

هست چون صبح آشکارا کین صبوحی چند را — هم روز رستخیز است از شب یلدای من

منجنیق صد حصار است آه من چالش چراست — شمع سان بی منجنیق از عهد هست نکبای من

روزه کردم نذر چون مریم که هم مریم صفات — خاطر روح القدس پیوند عیسی زای من

نیست بر من روزه در بیماری ولی آن مرا — روزه باطل میکند اشک دهان آلای من

اشک چشم در دهان افتد گه افطار زانکه — جز به آب گرم پیشی نگذرد درنای من

پای من گویی بدرد کز روی ماخوذ بود — پای را این درد سر بود از سر سودای من

زانکه داغ آهنی آخر دوای دردهاست — زآتش آه من آهن داغ شد بر پای من

نی که پای آهنین مرا هم صد موکل بر سر است — ورنه چرخ خستی عشیکان اه پهلوسای من

روی دیلم دیدم از غم موی تر و پیش شد مرا — همچو موی دیلم اندر هم شکست اعضای من

چون زبانم کاسه خشک است خزینه خالی است — پس طنابم در گلو افگنده اند اعدای من

ای عفاالله خواجگان کز سر صفرای جاه — خوانده اند ام وزبا داغه بر خضرای من

چون ز رانه بهر والی عزت چون گل از پروای عیش — نیست شان پروانه وار از بیخودی پروای من

نیست زر و گل بدست الا که خار پای عقل / صید خارسی کی شود عقل سخن پیرای من

زر دو حرف افتاد با هم هر دو را پیوند نی / پس کجا پیوند سازد با دل یکتای من

سامری سیرم نه موسی سیرتم تا زنده ام / در سم گوساله لا یعبد ید بیضای من

در تموزم برگ بیدی نی ولی اندر وی قدر / باد زن شد شاخ طوبا از پی گرمای من

برگ خرمایم که از من باد زن سازند خلق / باد سردم ولیست و ریز ریز اجزای من

نافهٔ مشکم که گر بنهادم کنی در صد حصار / سوی جان پرواز جوید طیب جان افزای من

نافه را بحث رنگی سرزنشها کرد و گفت / نیاید بد رنگی نداری صورت رعنای من

نافه گفتش یاده که گو کایت معنی مراست / اینک اینک حجت گویا دم بویای من

آینه رنگی که پیدا عکسی تو از نهان پیست / کی بود فعلم که پنهانم به از پیدای من

کعبه وارم مقتدای سبز پوشان فلک / گرد وطای عیسی آمد شقهٔ دیبای من

در مزاج یاسمم و ممزوج کوثر خاطرم / در مزاج غلظم و معراج رضوانی من

چون گل رعناست خصم کز پی کشتن یزید / در شهیدی شاهدی دارد گل برنای من

چند پیچاره که در پیغولهٔ غاری شدی / ای پی غولان گرفته دوری از صحرای من

آبنوسم در بن دریا نشینم چون صدف / خس نه ام تا بر سر آیم کف بود همتای من

جانفشانم منتقل با شمم فیض رانم دل دهم / طبع حاسل کیست تا گردد عمل فرمای من

علوی و روحانی و غیبی و قدسی زاده ام / کی بود در بند استقصات استقصای من

دایهٔ من عقل و تدقهٔ شرع و مهد الطاف بود / آخشیجان امهات و علویان آبای من

چون دبستان طبیعت را بصر آلود عقل | در دبستان طریقت شد دل والای من
وز دگر سو چون خلیل الله در و گر زاده ام | بود خواهر گیر عیسی مادر ترسای من
چشمهٔ صلب پدر چون شد بکار مزرحم | زان مبارک چشمه زاد این گوهر عنای من
پردهٔ فقرم مشیمه دست نطقم قابله | خاک شروان مولد و دار الادب منشای من
زان بدانسر ما کرمی پایک بنازیدم چو طفل | زانکه هم مامک رقیقم بود و هم بابای من
پختنی مستم نخورده پخته و خام شما | گر شما خامان نه اکنون ست استغنای من
حیض بر جور و جنابت بر ملائک بسته ام | گر ز خون دختران رز بود صهبای من
نیز خوردم می هم اما شاید کاز دهقان خلد | دی رسید از دست امروز اجری فردای من
بر بستم منخورم طلق حلال از پاک رشح | خاک میشد تا پذیرد جرعهٔ حمرای من
بوسه بر سنگ سیاه و مصحف روشن دهم | گرچه چون کوثر همه تن لب شود اجزای من
مالک ملک سخن خاقانیم کز گنج نطق | دخل صد خاقان بود یک نکتهٔ غرای من
دست من جوزا و کلکم حوت و معنی سنبله | سنبله زاید ز حوت از جنبش جوزای من
گرچه از زن سیرتان کارم چو خنثی مشکل است | حامل است از جان مردان خاطر عذرای من
گر بهفت اقلیم گوید کس بمثل این دو بیت | کافرم دار القمامه مسجد اقصای من
شاعران را گرچه غاوون خواند در قرآن خدای | هم از ایشان بود ظاهر ولیه استهزای من
از مصاف بولهب فعلان بپیچانم عنان | چون رکاب مصطفی شد مقصد و ملجای من
قاسم رحمت ابوالقاسم رسول الله که هست | در ولای او خدیو عقل و جان مولای من

ایضاً مشتمل بر نعت گوید

سنتِ عشاق چیست ترکِ عدم ساختن — گوهرِ دل را ز نفِ مجمرِ غم ساختن
تفرقه چون عشق گشت از دل بس تافتن — تفرقه چون جمع گشت با کم و کم ساختن
گرچه نوای جهان خارج پرورده رود — چون تو درین مجلسی با همه دم ساختن
پیش سر بر سران آب دو دست ماست — تاب مسلم بود پشت تجسم ساختن
نزد فسرده دلان قاعده کم کن چو آب — با دلِ آتش فشان چهره دژم ساختن
در نتوان در خطِ دهر وفا یافتن — در نتوان بر سطحِ آب نقش قلم ساختن
عمر نه والا وقت عیش سرد بود همچو صبح — از پیِ یک لحظه عمر چتر و علم ساختن
تا کی در چشم و عقل خار مغیلان زدن — تا کی در راه نفس باغ ارم ساختن
رخش هوای زر بردن و پیش دیو — پس خر افگنده سم مرکب جم ساختن
دل ز امل دور کن زانکه نه نیکو بود — مصحف و افسانه را جلد بهم ساختن
بر در شبهت مدار عقل که ناخوش بود — بر سرِ ترِ ندِ مغان بسم رستم ساختن
چند رسد گاه دیو بردنِ دل داشتن — چند قدم گاه پیل بیت حرم ساختن
بر سرِ خوانِ جهان چند چو برطِ مقیم — سینه و دل را ز آز جمله شکم ساختن
چند چو مار از نهاد با دو زبان زیستن — چند چو ماهی بشکل گنج درم ساختن
زر چه بود جز صنم بس نه پسندد خدا — دل که نظرگاه اوست جای صنم ساختن

بین که در دل شکست زلزلهٔ نفخ صور | گوش خرد شرط نیست چادر اصم ساختن

زین دم معجزنمای مگذری خاقانیا | کز سر این دم توان زاد عدم ساختن

گرچه ز ردی قضا بر تو ستمها رود | جز به رضا روی نیست دفع ستم ساختن

یوسف دلها توئی کآیت تست از سخن | پیش گرسنه دلان خوان کرم ساختن

چون بشماخی ترا کرد قضا شهربند | نام شماخی توان مصر عجم ساختن

غم ز جهان عبره کرد عبرت تو این بست | نتوان با مرگ غم برگ نغم ساختن

چون تو طریق نجات از در غم یافتی | شرط بود قبله گاه موقع غم ساختن

چون بدر مصطفی نائب حسان توئی
فرض بود نعت او حرز امم ساختن

این قصیده همدرین وزن و معنی گوید

تا گذران دل است نوبت غم داشتن | جبهت آمال را داغ عدم داشتن

صاحب حالت شدن حلقه تن سوختن | خارج عادت شدن عدت غم داشتن

زین سوی جیحون غم کشتی و پل ساختن | هر دو چو زان سو شدی از همه کم داشتن

سر بتمنای تاج دادن و چون بگذری | هم سر و هم تاج را نعل قدم داشتن

پیش بلا واشدن پس بمیان دو تیغ | هیچو میان • و مهر خیمهٔ درم ساختن

چون بمصاف سران لاف شهادت زنی | زشت بود پیش زخم بانگ الم داشتن

نقش بت و نام شاه بر خود بستن چو زر — وانگهی از بیم کاثر رنگ بغم داشتن

تا ز مستی کنون پار بود کفر و دین — بت کده را شرط نیست بیت حرم داشتن

تا که تو از نیک و بد هیچو شب آبستنے — رو که نئی هیچو صبح مرد علم داشتن

بے دم مرداں خطاست دیپچہ بردن شکن — بے کف جم احمقیست خاتم جم داشتن

شاهد دل در حواس رخصت انصاف نیست — بر رو او باش طمع قصر ارم داشتن

تشنه بماند مسیح شرط حوارے بود — لا شئ از آب خضر سیر شکم داشتن

در گذر از آب و جاه پایهٔ عزلت گزیں — کز سر عزلت توان ملک قدم داشتن

چون بیکے پاره پست شهر توانی گرفت — غبن بود در دکاں کوره و غم داشتن

عادت خورشید گیر فرد و مجرد شدن — چند بگرد ار ماه خیل و حشم داشتن

دیگ اماق مهر ناشتا نباید ز طمع — پیش خساں کفچه وار دست نجم داشتن

از در کم کاسگاں لاف فزونی زدن — وز در لا یفلحاں گوش نعم داشتن

همت وانگه ز غیر برگ و نوا ساختن — عیسی وانگه لوام نیل و بقم داشتن

لاف فریدوں زدن وانگه ضحاک وار — سلطنت و شیطنت هر دو بهم داشتن

صحبت ماء العنب مایهٔ نار اللهست — ترک چنیں آب هست آب کرم داشتن

چنانچه کار آب بر در زر و ستیاں — عقل که کسری اوش هست قفس ستم داشتن

سینه بعنوغای حرص بیش میالا از انکه — نیست بعتوی عقل گرگ بهم داشتن

بهر چنیں خشک سال مذهب خاقانی است — از پی کشت رضا چشم بنم داشتن

زسر تسلیم و دل پیش عزیزان فقر — حلقه بگوش آمدن غاشیه هم داشتن

بهر دل و دین غمیر بستهٔ شروان شدن

پیش در اهل بیت ماتم غم داشتن

قصیده

قحط وفاست در بنهٔ آخرالزمان — هان ای حکیم پردهٔ عزلت بساز هان

در دم سپیده مهرهٔ وحدت بگوش دل — خیز از سیاه خانهٔ وحشت بپای جان

هم با عدم پیاده فرو کن بهشت نطع — هم زی قدر سوار برون ران بهفتخوان

سودای این سواد مکن بیش در دماغ — تکلیف این کثیف منه بیش بر روان

فلسی شمر ممالک این سبزه کارگاه — صفری شمر فذالک این تیره خاکدان

جیحون آفت است بروز آبگینه پل — که پایهٔ بلاست بروغول دیده بان

چشم بهی مدار که در چشم روزگار — آن ناخنه که بود بدل شد باستخوان

تو غافل و سپهر کشنده رقیب تو — فرزانه خفته و سگ دیوانه پاسبان

دهر سپید دست سیه کاره ایست صعب — منگر بخوش زبانی این ترش میزبان

آن خوشترین نواله که از دست او خوری — لوزینه ایست خوردهٔ الماس در میان

دل دستگاه نیست بدست جهان مده — کین گنج خانه را ندهد کس بایه مال

هر لحظه هاتفی بتو آواز می دهد — کین دامگاه نه جای امانست الامان

آواز این خطیب الٰہی تو گر شنوی　　کز جوشِ غفلت است ترا گوشِ دل گران

اول بیار شیر بہای عروسِ فقر　　وانگہ ببر قبالۂ اقبال رایگان

خاتونِ دار ملکِ فریدون فش جہان گر نیست　　کابین این عروس کم از زرِ کاویان

تا بر درِ تو مرکبِ فقر ست ایمنی　　کاحداث را سوی تو جنیبت شود روان

شمشاد و سرو را ز تموز و خزان چہ باک　　کز گرم و سرد لالہ و گل را رسد زیان

از فقر ساز گلشکرِ عیش بدگوار　　وز فاقہ خواہ مہرۂ تب جانِ ناتوان

از این و آن علاج مخواہ چون مسیح ہست　　زیرا اجل گیاست عقاقیر این و آن

مگذار شاہِ دل بدر مات خانہ در　　زین در کہ ہست در دژِ عزلت فرو نشان

خرسند شو بملکتِ خرسندی از وجود　　خاسر شناس خسرو و طائی شمر طغان

اسکندر و تنعمِ ملک و دو روزہ عمر　　خضر و شعارِ مفلسی و عمرِ جاودان

زنبور خانۂ طمع آمودہ شد مشور　　زنبور وار بیش مکن این و آن فغان

بے طعمۂ طمع بسر آور چو کرم پیلہ　　چون کرم پیلہ سر چہ کنی در سر و ہان

ہمجنس در عدم طلب اینجا مجوی زانکہ　　نیلوفر از سراب ندادست کس نشان

خود باش انیسِ خود مطلب کس کہ پیل را　　ہم گوش بہتر از پرِ طاؤس پشہ ران

دانی چہ کن ز ناخوش و خوش کم کن آرزو　　سیمرغ وش ز ناکس و کس کم کن آشیان

خود را درم خرید رضای خدای کن　　دامان ازین خدای فروشان فرو فشان

پرواز در ہوای ہویت کن از خرد　　در پلۂ ہوا چہ کنی پرتلِ ہوان

ازلا سپی بصد شهادت که عقل را | ازلا و هوست مرکب لاهوت زیر ران
لازان شد اژدهای دو سر تا فرو خورد | هر شرک و شک که در ره الا شود عیان
بنمود صبح صادق دین محمدی | هین در ثناش باش چو خورشید صد زبان
دندانهای تاج بقا شرع مصطفی ست | عقل آفرینش از پی دندان کند بیان
هر داستان که آن ز ثنای محمدی ست | دستان کل همان شمر آن را نه داستان
آن جا که دم گشاد سرافیل دعوتش | جان بازیافت پیر سراندیب در زمان
وانجا که کوفت دولت او کوس لا اله | آواز قد صدقت بر آمد ز لامکان
آن شاهد لعمرک شاگرد فاستقم | مخصوص قم فانذر و مقصود کن فکان
آدم نگاهوارهٔ او شیرخوارهٔ | ادریس هم بمکتب او گشته مدح خوان
در دین شفای علت عالم برای حق | زی حق شفیع زلت آدم پی جنان
هم غیب را بعالم اسرار پرده پوش | هم غیب را نه عالم اسرار ترجمان
او سرو جویبار الهی و نفس او | چون سرو در طریقت هم پیر هم جوان
او آفتاب عصمت و از شرم ذوالجلال | نفگنده بر بیان قلم سایهٔ بنان
مه را دو نیم کرده بدست چو آفتاب | سایه نه بر زمینش و از ابر سایه بان
گه با چهار پیر زبان کرده در دهن | گه با دو طفل در دهن کرده ریسمان
مهر آزمای مهرهٔ بازوش جان و عقل | حلقه بگوش حلقهٔ گیسوش انس و جان
حبل الله است معتکفان را و زلف او | هم روز عید و هم شب قدر اندرو نهان

قدرش مرو قیست بریں سقف لاجورد | فرش رفو گریست برس فرش باستاں
بر بام سدرة تا درادنی فگندہ رخت | روح القدس دلیلش و معراج نردباں
جبرئیل هم بنیم ره از بیم سوختن | بگذاشته رکابش و برتافته عناں
آنجا شده بیکدم و کز بهر باز گشت | زانجا هزار سال رهش بود تا جهاں
جنت ز شرم طلعت او گشته خارست | دوزخ ز گرد ابلق او گشته گلستاں
خورشید بر عمامهٔ او بر فگنده تاج | بر جبیں بر بداش فدا کرده طیلساں
خواهی که پنج نوبت الصابریں زنی | تعلیم کن ز چار خلیفه طریق آں
از صادقیں و قاطلب از قانتیں ادب | والمنفقیں حیا و ز مستغفریں بیاں
همچوں درخت گندم باش از برای فرض | گر راست گه خمیده وجاں بسته برمیاں
گه در سجود باش چو در مغرب آفتاب | گه در رکوع باش چو بر مرکز آسماں
از جسم بهتریں حرکاتی صلوٰة داں | وز نفس بهتریں سکناتی صیام داں
یارب دل شکسته و دین درست ده | کانجا کہ ایں دو نیست بہا ایست بیکراں
خاقانی از زبان بفضل تو در گریخت | او را اماں ده از خطر آخر الزماں
زاں پیشتر کہ اجل ز جهاں وارها ندش | از ننگ نحس خانهٔ شر و نشش وارهاں

گر خواندهٔ سعادت عقبیٰش رد مکن
ور دادهٔ مونت دنیاش داستاں

فی مدح خاقان الاعظم شاه اخستان منوچهر بصنعت ذی المطلع

در کام صبح از ناف شب مشکست عمدا ریخته — زرین هزاران نرگسش بر سقف مینا ریخته

صبح اسپ گلگون تاخته شمشیر بیژن آخته — هر شب شبیخون ساخته خونش بعمدا ریخته

گیسخت سبزه آسمان دارد ادیم بیکران — خون شب ست آن بیگمان بر طاق خضرا ریخته

صبح آمده زرین سلب نوروز نورایان طلب — زهره شکاف افتاده شب زهره صفرا ریخته

شب چاه بیژن بستهٔ مشرق گشاده زال زر — خون سیاوخشان نگر بر خاک و خارا ریخته

مستان صبوح آموخته در می فتوح اندوخته — می شمع روح افروخته نقل مهیا ریخته

رضوان قدح خم خانها حوض جنان پیمانها — کف بر کده در دانها از عقد حورا ریخته

زرع از شبستان حرم میوه ز بستان ارم — گردو ز بستان کرم شیر مصفا ریخته

زر آب دیدی می نگر می برده آب کار زر — ساقی بکار آب در آب محابا ریخته

یا دام ساقی مست خواب جرعه فشاندن خراب — از دستها جام شراب افتاده صهبا ریخته

مرغ صراحی کنده پر برداشته یک نیمه سر — وز نیم منقار دگر یاقوت حمرا ریخته

هین جام رخشان در دمید آزاده جان [illegible] — آن پیر دهقان [illegible] از شاخ برنا ریخته

سرمست عشق سرکشی خاکستری در آتشی — در ششدری عذرا وشی بر خصل عذرا ریخته

زر دستها از دست جان در پا بپا افتاده ها — ما زیر پای دوستان زر پیل بالا ریخته

خورده برسم [illegible] در سفالین مشربه — قوت مسیحه یک شبه از پای ترسا ریخته

لاق ابروان امش گزین و چشم طاق و جفت کین — بر زخمهٔ سحرآفرین شکر زنه آوا ریخته
جنگی طبیب بوالهوس بگرفته زال را مجس — اضلع سری کش هر نفس میت دریا ریخته
یعنی نموده پیکرش خطهای مسطر در سرش — ناخن بران خطها برش وقت محاکا ریخته
جنگی یکی پیر نزار او را آورده به زار — چون تندر اندر مرغزار آسیب بهر جا ریخته

بر هشت تا بربط نگر جانرا بهشت هشت در — هر تار از و طوبی شمر صد میوه هر تا ریخته
وان نی چو مار بیزبان سوراخها در استخوان — هم استخوانش سرمه دان هم گوشت اعضا ریخته
وان چون هلالی چوب دف شیدا شده تا خم کرده کف — یا خون ساقی را بکف از حلق شیدا ریخته
در پوست آهو چنبرش آهو سری هم برسرش — مذکور دا آهو دربرش صید آشکارا ریخته
کاسه رباب از شعر تر بر نوش قول کاسه گر — در کاسهٔ سرها تگرزان کاسه حلوا ریخته
بادی زوربای دری لال دلها مشتری — خاقانی اینک جوهری دربای بیضا ریخته
ابر دری باز قلم در رشتهٔ جان کرده خم — پس باز نکشاده زهم بر شاه والا ریخته
زهره غزلخوان آمده در زیر دستان آمده — چون زیر دستان آمده بر سفته ثریا ریخته
خاقان اکبر کز شرف هستش سلاطین در کنف — باران جود از ابر کف شرقا و غربا ریخته

ایضاً در مدح جلال الدین اخستان الصنعت فی المطلع

عید است عیش از صبحدم فرخ ده بخمار آمده — بر چرخ دوش از جام جم یک نیمه بیدار آمده
عید آمد از خلد برین شد شحنهٔ دوشی مین — هان ماه نو طغراش بین امروز بر کار آمده

کرده دران خرم فضا صید گوزنان چند جا ‌ ‌ ‌ شاخ گوزن اندر هوا اینک نگونسار آمده
پرچم ز شب پرداخته از طاس پرچم ساخته ‌ ‌ ‌ بیرق ز صبح افراخته روزش سپهدار آمده
بر چرخ بگشاده کمین داغش نهاده بر سرین ‌ ‌ ‌ هان عین عید اینک ببین بر چرخ دوار آمده
عهد همایون فر نگر سیمرغ زرین پر نگر ‌ ‌ ‌ ابروی زال زر نگر بالای کهسار آمده
از گرد راهش آسمان تر مغز گشته آنچنان ‌ ‌ ‌ کز عطسهٔ مغزش جهان پر مشک تاتار آمده
گیتی ز گرد لشکرش طاؤس بسته زیورش ‌ ‌ ‌ در شرق زنگین شهپرش در غرب منقار آمده
پی گم کنان سی شب دوان از چشم قرابان نهان ‌ ‌ ‌ دزدیده در کوی مغان نزدیک خمار آمده
ساقی صنم پیکر شده یاد صلیب آور شده ‌ ‌ ‌ قندیل او ساغر شده تسبیح زنار آمده
هر پی ز گویش عنبری هر می ز بویش کوثری ‌ ‌ ‌ هر خوی ز رویش عبهری بر برگ گلنار آمده
ریحان روح از بوی می جان را فتوح از روی می ‌ ‌ ‌ بزم صبوح از خوی می فردوس کردار آمده
می عاشق آسا زرد به همرنگ اهل درد به ‌ ‌ ‌ درد صفا پرورد به تلخ شکربار آمده
خورشید رخشانست می زان درد لرزانست می ‌ ‌ ‌ جو جو همه جانست می فعلش بزدار آمده
آن جام جم پرورد کو آن شاهد رخ زرد کو ‌ ‌ ‌ آن عیسی هر درد کو تریاک بیمار آمده
می آفتاب زرفشان جام بلورش آسمان ‌ ‌ ‌ مشرق کف ساقیش دان مغرب لب یار آمده
در ساغر آن صهبا نگر در کشتی آن دریا نگر ‌ ‌ ‌ بر خشک و تر صحرا نگر کشتی به رفتار آمده
مطرب چو طوطی بوالهوس انگشت لب در کار بس ‌ ‌ ‌ از سینهٔ بربط نفس در حلق قرمار آمده
آن آبنوسی شاخ بین با شکم سوراخ بین ‌ ‌ ‌ افسونگر گستاخ بین لب بر لب یار آمده

بطا چو عذرا مریمی کابستنی دارد همی — از روح زادن هر دمی در نالهٔ زار آمده

الال رباب از عشق می سینه بسته دست وی — بر ساعدش چون خشک نی رگهای بسیار آمده

ن خنگ ازرق ساز بین از رشته زنقار بین — در قید گیسو تار بین پایش گرفتار آمده

ن لعب دق گردان نگر در صف نگارستان نگر — وان چنبر صف حیوان نگر با هم به پیکار آمده

لبکان به بانگ زیر و بم چنبرش سماع آورده هم — کان حلق مارکشان زدم تا سینه افگار آمده

از سلیمانی شنو آن داغ روحانی شنو — اشعار خاقانی شنو چون در شهوار آمده

صفهای مرغان کن نگه در صفهای بزمیان — چون عندلیبان صبحگه فصل گلزار آمده

ان کوس عیدی بین توان بر درگه شاه جهان — مانند طفل لوح خوان در درس تکرار آمده

جام و می رنگین بهم صبح و شفق را بین بهم — تخت و جلال الدین بهم کیخسرو آثار آمده

شروان شه سلطان فشان افسر گهرریز نگر — دستش سحاب درفشان چون لعل دلدار آمده

المطلع الثانی

ای بادل سودائیان عشق ترا کار آمده — مژگان غمزت را بجان دلها خریدار آمده

آیینه بردار و ببین آن غمزهٔ سحر آفرین — با زهر پیکان در کمین مژگان خونخوار آمده

تو بادی و من خاک تو تو آب و من خاشاک تو — با خوی آتشناک تو صبر من آوار آمده

گیرم که نه‌ی داد من روزی بیاری یاد من — بشنو شب فریاد من داغ شب تار آمده

ای خون من در گردنت بی‌می بیاد آوردنت — وز دست نادیده آزردنت جانم بازار آمده

هم خواب خرگوشم دهی خار جگر سوزم نهی　　ای از تو آغوشم تهی خوابم همه خار آمده

خاقانی و درد نهان خون دل از ناخن روان　　وز ناخن غم هر زمان مجروح رخسار آمده

ای بلبل استای لسان طبعش چو شاخ گلستان　　در مجلس شاه اخستان لعل و زرش بار آمده

المطلع الثالث

مهرست بازرین صدف خرچنگ را یار آمده　　خرچنگ را پرواز تف پروانه تا بار آمده

بیمار بوده چرم خور سرطانش داده زور و فر　　معجون سرطانی نگر داروی بیمار آمده

آن کعبهٔ محرم فشان آن زمزم آتش نشان　　در کاخ سه دامن کشان یک هفته زوار آمده

هر سنگ را کز ساحری کرده صبا میناگری　　از خشت زر خاوری مینایش دیوار آمده

شمع روان بین در هوا آتش فشان بین در هوا　　پر کرکسان بین در هوا پرواز دشوار آمده

خورشید زرین دیده بین صحرای آتش چهره بین　　در مغز افعی مهره بین چون دانهٔ نار آمده

روی سپهر چنبری بگرفته رنگ از عنبری　　بر آینهٔ سکندری خاکستر انبار آمده

هر فرش سقلاطون که مه صباغ او بوده سمه　　از آتش گردون سیه چون داغ قصار آمده

آفاق را از جرم خور هم قرص هم آتش نگر　　هم مطبخ و هم خوان زر هم میده سالار آمده

گر بلبل بسیار گو مست از فراق گل گلو　　گلگون صراحی بین در او بلبل بگفتار آمده

گر می دهی ممزوج ده کین وقت می ممزوج به　　با می گلاب ناب ده چون اشک احرار آمده

کافور خواه و بید تر در خیش خانه باده خور　　با ساقی فرخنده فر زو خانه فرخار آمده

ما ورد و ریحان کن طلب تو زی گلستان کن سلب | ور می گلستان کن ولب کاینجا گلابین خار آمده

گه گه کن از باغ ارزوان آفتاب زرد رو | پیرامنش ده ماه نو هر سال یک بار آمده

چرخ از سموم گرم گه زاده وبا هر چاشتگه | در دفع وبا را جام شه یاقوت کردار آمده

تریاک آن چهر ملک پور منوچهر ملک | با طاعن مهر ملک طاعون سزاوار آمده

خاقان اعظم چون پدر شاه کیان همچون پدر | فخر دو عالم چون پدر روز عالمش عار آمده

گردون روان در کار او چون سایه در زنهار او | خورشید در دیدار او چون ذره دیدار آمده

از بوس لبهای سران بر پای اسپ اخستان | از نعل اسپش هر زمان یاقوت مسمار آمده

عدلش بدان سامان شده کاقلیمها یکسان شده | سنقر بهندستان شده طوطی ببلغار آمده

رایش چو دست موسوی در ملک سامان توی | دادش چو باد عیسوی تعویذ انصار آمده

شمشیر او قصار کین شسته بخون روی زمین | پیکان او خیاط دین دل دوز کفار آمده

سام نریمان چاکرش رستم نقیب لشکرش | هوشنگ باردن درش جم حاجب بار آمده

مردان علوی هفت تن درگاه او را بوسه زن | خصمان سفلی چار تن پیشش پرستار آمده

با تیغ گردون پیکرش گردون شده خاک درش | وز رای گیتی داورش گیتی نمودار آمده

با دولت شاه اخستان منسوخ دان هر داستان | کز خسروان باستان در صحف اخبار آمده

تیرش که دستان ساخته زو رجم شیطان ساخته | عقرب ز پیکان ساخته تنین ز سوفار آمده

تیر او به تیر او چیره پری در صفدری | تیغش چو تیغ حیدری از قلعه اسرار آمده

او نور بد خدا با نش خاک از ظلمت خاکی چه باک | آنرا که حصن جان پاک از نور انوار آمده

اشرار مشتی پارسی زنده بکین او نفس — پیکانش چون پر مگس در چشم اشرار آمده

تا کرده مکر مکیان جان محمد را زیان — چون عنکبوتی درمیان پروانهٔ غار آمده

ای خانه دار ملک و دین تیغت حصار ملک و دین — بهر عیار ملک و دین رای تو معیار آمده

پشت صف بهرامیان بسته غلامی را میان — در خانهٔ اسلامیان عدل تو معمار آمده

ای چنبر کوست فلک کرده زمین پوست فلک — وز خصم منحوست فلک چون بخت بیزار آمده

نیکان ملت را بدین یاد تو تسبیح مهین — پیکان نصرت را یکین عزم تو هنجار آمده

از مدح تو اشعار من رونق فزا در کار من — دولت ازین دربار من با بخت بیدار آمده

من جان سپار مدح تو صورت نگار مدح تو — با آب کار مدح تو از نظم ابکار آمده

بادت ز غایات بقا بر عرش رایات خطر — صد شانت آیات ظفر از فضل دادار آمده

تا ربع فلک فرمانت را دربان ملک ایوانت را — عمرهای بدخواهانت را هم مرگ تو دار آمده

امروز احرار زمن خوانند هم استاد سخن — صد عنصری در پیش من شاگرد اشعار آمده

لاف از درت اسلام را فال از نهیبت ایام را — تا ابلق بدرام را از چرخ مضمار آمده

این قصیده علیه الرحمة الرحمن در لقاء الثقلین خوانده پیش حضرت علیا کعبه آفاق فرمود

صبح خیزان بین بقصد کعبه مهمان آمده — جان عالم دیده و در عالم جان آمده

آستان خاص سلطان سلاطین او و بس — پس به بار عام پیش صفه مهمان آمده

کعبه عمر کرده عرب دار آشتی کز نور آن — شب روان در راه منزل منزل آسان آمده

کعبه استقبال شان فرمود هم در بادیه | پس همه ره با همه لبیک گویان آمده

شب روان چون کرم شب‌تاب صحرای همه | خفتگان چون کرم خر زنده بزندان آمده

کعبه بر خوانی نشانده فاقه زدگان را جواب | کز نیاز آنجا سلیمان موران خوان آمده

بر سر آن خوان عزت نسر طایر دان مگس | بلکه پر جبرئیل آنجا مگس ران آمده

از برای خوان کعبه ماه در ماهی دو بار | گاه سیمین نان و گه زرین نمکدان آمده

رسته دندان نیاز آنجا و پیر بهشت خلد | از بن دندان طفیل هفت مردان آمده

پیش رندان از در سلطان بدست خاصگان | دوستگانی سر بمهر خاص سلطان آمده

مصطفی استاده خوان سالار و رضوان طشت‌دار | هدیهٔ رندان فرد خاص و عام یکسان آمده

هم خلال از طوبی و هم آبدست از سلسبیل | بلکه دست آب همه تسنیم رضوان آمده

آسمان آورده زرین آبدستان زآفتاب | پشت خم پیش سران چون آبدستان آمده

خضر چالاکی بدست از آبدست مصطفی | کوست ظلمات عرب را آب حیوان آمده

فاقه پروران چو پاکان حواری روزه‌دار | کعبه همچون خوان عیسی عید ایشان آمده

یوسفان در پیش خوان کعبه صاعستان چنانکه | پیش یوسف قحط پروردان کنعان آمده

خوان کعبه هشت خوان خلد را مانند که هست | چار جوی او را بجای سبع الوان آمده

بر سر آن خوان دل پاکان چو مرغان بهشت | نیمهٔ گویا و دیگر نیمه بریان آمده

کعبه در نرد بیچ همچون تخته نرد مهره باز | کعبتین تنها و نرد انسی و جان آمده

نقش یک تنها بروی کعبتین پیدا شده | پس شش و پنج و چهار و سه و پنهان آمده

هر حسابی کرده بر حق ختم چون نرد زیاد — هر که بشش پنج زده یک بر سران آمده

عالمان چون خضر پوشیده به هند پای سر — مغل پیشان هم سر تاج خضر خان آمده

صوفیان رکوه پر آب زندگانی چون خضر — همچو موسی در عصا شان جان ثعبان آمده

هو و هو گویان مریدان تو که هوا ندر رهان — چون صدف تن غرق اشک و سینه عطشان آمده

راه ایشان گم الف چون سوزن عیسی شده — گاه پا چون حلقه زنجیر مطران آمده

آستین حلقه زباد افسرده و جسته ز حلق — رفته ساق عرش را خلخال پیچان آمده

زاهدشان پایه نیچه مسمار در دوزخ شده — باز دیگر نیمه طوق حلق شیطان آمده

آن مربع خانه نور از زمردش صاد قاف — چون مسدس خان زنبوران پر افغان آمده

کعبه همچون شاه زنبوران همانجا معتکف — عالمی گردش چو زنبوران غریوان آمده

چون شکست شام زنبوران ز آه عاشقان — بس دریچه کاندرین نه بام ایوان آمده

آفتاب اشتر سواری بر فلک بیمار تن — در طواف کعبه محرم وار عریان آمده

خون قربان رفته در زیر زمین پشتگاه — گاه گه بالای زمین از بهر قربان آمده

بر زمین الحمد گویان حیوان پست نقش — بر هوا تسبیح گویان جان حیوان آمده

کعبه در ناف زمین بهتر سلاله است از شرف — کاندر ارحام وجود از صلب قربان آمده

کعبه خاتون دو کون و او درین خرگاه سبز — هفت بانوی پرستان شبستان آمده

صبح و شام اوراد و خادم عنبر و کافور نام — این ز روم آن از حبش سالار کیهان آمده

خال مشک از روی گندم گون خاتون عرب — عاشقان را آرزو بخشش و دلستان آمده

مهر و ماه او را دو طفلانند اینک هر دو را
گاهواره بابل و مولد خراسان آمده

روی گندم گون او بوده تصاویر بهشت
آدم از سودای گندم زان پریشان آمده

کعبه صرافی دو کانش تیم بام آسمان
بهر یکی دستنش محک زر ایمان آمده

بر محک کعبه کو جنس بلال آمد به تاس
هر کرا ز بو لهب رویست شادان آمده

بر سیاهی سنگ اگر زرّ سپید آید نه سرخ
زان سپیدی وان سیاهی زرّی بیان آمده

سنگ زر خیر رنگ لیکن صبح دار از راستی
شاید هر بچه کز خورشید در کان آمده

در سیاهی سنگ کعبه روشنائی بین چنانکه
نور معنی در سیاهی حرف قرآن آمده

زمزم آنکه چون دهانی آب حیوان در گلو
وان دهان را میم لب چون سین دندان آمده

پیش عیسی دم چه زمزم صلیب لوح چرخ
سرنگون بی آب چون چاه زنخدان آمده

مصطفی کحال عقل و کعبه دکان شفاست
عیسی آنجا کیست هاون کوب دکان آمده

عیسی آنکه پیش کعبه بسته چون آخر میان
چادری کان دست بیبی دخت عمران آمده

کعبه را از خاصیت پیدا شده عود الصلیب
کز دم ابن الله او را ام صبیان آمده

از دعا نقش همزه مسمار و الف داری شده
به چنین داری ز عصمت کافر باخوان آمده

گر حرم غول گریه از غوغای مکه حق بدو
کز فلاخن شان فراز کعبه غضبان آمده

بر خلاف عادت اصحاب فیل ست ای عجب
بر سر هر غان کعبه سنگ باران آمده

مکیان چون ماکیان هم بر سر خود کرده خاک
کز خروس فتنه شان آواز خذلان آمده

بو قبیس آرامگاه انبیا بوده مقیم
باز غصبان گاه اهل بغی و عصیان آمده

کرده عیسی با می از بالای کعبه چنبری　　و اندر وحشتی یهودی رنگ قتان آمده
زود بی نام از جلال کعبه مریم صفت　　خیبر و آذون که عیسی کرده ویران آمده
من بچشم خویش دیدم کعبه از زخم سنگ　　اشکبار از دست مشتی نا بسامان آمده
کرده روح القدس پیش کعبه پر بار احجاب　　تا برو آسیب سنگ اهل طغیان آمده
بوقبیس از شرم کعبه رفته در زلزال خوف　　کعبه را از روی ضجرت رای نقلان آمده
کعبه در شومی عرب چون قطب در تنگی صدف　　یا صدف در بحر ظلمانی گرد کان آمده
کعبه قطب ست و بنی آدم بنات النعش دار　　گرد قطب آسیمه سر شیدا و حیران آمده
کعبه هم قطب ست گردون راست چون و سناس اهل　　صورت دستاس بین بر قطب دوران آمده
کعبه روغن خانه دان زنزو شب گاو خراس　　گاو پیسه گرد روغن خانه گردان آمده
کعبه شمع و روشنان پروانهٔ گیتی لگن　　بر لگن پروانه را بین مست جولان آمده
کعبه گنج ست و سیاهان عرب ماران گنج　　گرد گنج آنگه صف ماران فراوان آمده
کعبه شان شهد و کان زر درست ای عجب　　خیل زنبوران و مورانش نگهبان آمده

فی مدح فخر الدین منوچهر خاقان الاعظم اختسان بصنعت فی المطالع گوید

پیش که صبح بر درد شقهٔ چتر عنبری　　خیز نگر به برق می برقع صبح بر دری
پیش که غمزه زن شود چشم ستارهٔ سحر　　بر صدف فلک رسان خندهٔ جام جوهری
ساخت فرو کند ز اسپ آینه بند و آسمان　　صبح قبا زره زند ابر کند زره گری

برکش تیغ غم ز دل پیش که صبح برکشد — این خشن هزار تیغ از سر چرخ چنبری

زانکه به هنگی بود زیور صبح تیغ وش — صبح برهنه می کند بر تن چرخ زیوری

گاه چو حال عاشقان صبح کند ملوّنی — گه چو حلی دلبران مرغ کند نواگری

چون بصبوح بلبله قهقهه کرد و خنده‌نی — خنده کند نه قهقهه صبح چو نوگل طری

روز بروزت از فلک تحفه لی دو صبح میرسد — صبح سه گرد وار بکف جام صبوح آوری

نوبر صبح یکدم ست این نتگرد گردهی — دادی که میدهد صبحدمت بنوبری

فرض صبوح عید را گر تو بخواب فوت شد — صدره اگر قضا کنی تا ش صبوح نشمری

نیست زنامده خبر وز دم رفته حاصلی — حاصل وقت را نگر تا دم رفته بنگری

عمر پل ست رخنه سر حادثه سیل پل شکن — کوش که نارسیده سیل از پل رخنه بگذری

آنکه غم جهان خورد کی خورد از حیات بر — بس تو غم جهان مخور تا ز حیات برخوری

آهو کاساک توام می خورد و گر مست شو — خواب پلنگ نه ز سر گرچه پلنگ گوهری

برگ می صبوح کن سر که فروختن که چه — گرچه نه خواب جسته خوش ترش و گران سری

خواب تو می نشاندم بر سر آتش هوس — کان همه مشک بر سرت و ینچ معنزرا تری

شو بگلاب شاک من خواب جبان زعبهرست — تا بدو لاله در کشی جام گلاب عبهری

هم بگلاب لعل بر درد سرم که از فلک — با همه درد دل مرا درد سرست بر سری

برق توئی و بید من سوختهٔ توام کنون — سوخته بید خواه اگر راوق عید پروری

بر غیب و دُم خورده خیز و رکاب باده ده — چون دُش از مطوقی چون شیش لعل احمری

رقص کنان نگر خورد لعل عنب چو دو تو | طوق کشان سر دمش چون خطط از معنبری

منظری که از فلک خوانچه زر بر آیدت | خوانچه کن چمانه کش خوانچهٔ زر چه میبری

خون جگر نخوردهٔ از سر خوانچهٔ فلک | عمر تو می خورد تو هم در غم خوانچه زری

گردهٔ چرخ جو بجو دیده و آزمودهٔ | گرده بجو رچو رتست هم بجوال او دری

درده وازان چکیده خون آبلهٔ تن زران | کابلهٔ رخ فلک برده عروس خاوری

تیره شد آب اختران ز آتش روز میکند | بر درجات خط جام آب چو آتش اختری

چرخ کبود جامه بین ریخته اشکها ز رخ | تا تو ز جرعه بر زمین جامهٔ عید گستری

از بس زر اختران کامده بر محک شب | رفت سیاهی از محک ماند سپید پیکری

آن می و جام بین بهم گوئی دست شعبده | کرده ز سیم ده دهی صرهٔ زر کش سهری

در کف ساقی از قدح حقهٔ لعل آتشین | در گلوی قدح ز کف رشتهٔ عقد عنبری

ساقی بزم چون پری جام بکف چو آینه | او نه رهد ز جام اگر ز آینه می رمد پری

در کف ساقیان بزم آب ز دست گاو زر | آتش ده سو لیست آن در بر گاو سامری

از قطرات جرعها ثرالئ زرد ریخته | یافته چون رخ فلک پشت زمین مجدری

دختر آفتاب ده در تتق سپهر گون | گشته بزهرهٔ فلک حامله هم بدختری

... جلوه گر ... باد سیح مریمی | کرده نقش مستقش نار خلیل آذری

ساحر بحر ... بین در صور آتشی | آتش و آب و باد و گل کرده بهم ز ساحری

بربط انجمن ... | از سر زخمه ترجمان کرده بتازی و دری

ی عروسی از حبش دخه غلتی تو پیش و پس ‏ ‏ تاج نهاده بر سرش از نی وقت عسکری

نگ برهنه فرق را پای بلاس پوش بین ‏ ‏ خشک رگی کشیده خون نالکنان ز لاغری

ست رباب و سر کجی بسته بده رسن گلو ‏ ‏ زیر خزینهٔ شکم کاسهٔ سر ز مضطری

نبر دف شکارگه ز آهو و گور و یوز و سگ ‏ ‏ لیک بهیچ وقت از او هیچ شکار لشکری

وز رسید محرمان عید کنید زین سبب ‏ ‏ روز چه محرمان زده لاف سپید چادری

رعرفات بختیان بادیه کرده پی سپر ‏ ‏ ما و تو بس بپیریم هم بادیهٔ قلندری

رعرفات عاشقان بختی بی خبر تو ئی ‏ ‏ کانک ز بارکش تری کز همه سخته تری

ئی بنماز دیگری موقف اگر تمام شد ‏ ‏ چون تو صبوح کرده ای حرد نماز دیگری

رسوی مشعر الحرام آمده اند محرمان ‏ ‏ محرم می شویم ما میکده کرده مشعری

ربنا خور وز مین خون حلال جانوران ‏ ‏ ما بخوریم خون رز تا برسد بجانوری

هر که کبوتری کشد هم بثواب در رسد ‏ ‏ خیز به برگلوی دن کو کندت کبوتری

نگ فشان کنند خلق از پی دیو بجمره در ‏ ‏ تا همه جان فشان کنیم از سر زلف سعتری

ربطواف کعبه اند از سر و پای سر زنان ‏ ‏ ما و تو و طواف دهر از سر دل نه سرسری

در همه سنگ کعبه را بوسه زنند حاجیان ‏ ‏ ما همه بوسه گه کنیم از سر زلف سعتری

کوی مغان و ما و تو هر سر سنگ کعبهٔ ‏ ‏ دُرد تو کرده زمزمی دست تو کرده ساغری

طاعت ماست با گنه کز پی نام در خورد ‏ ‏ روی سپید جامه را داغ سیاه گازری

کعبه رسد به زاهدان دیر بما سبوکشان ‏ ‏ بخشش اصل دان همه ما و تو از میان بری

زہد شما و فسق ما چوں ہمہ حکم داورست — داور تاں خدای بس اینہمہ چیست داوری

گر حج و عمرہ کردہ اند از در کعبہ رہرواں — ما حج و عمرہ میکنیم از در خسروی سری

خاطر افضلی ازاں کعبہ شناس شد کہ او — در حرم خدائگاں کرد بجاں مجاوری

المطلع الثانی

ماہ بماہ میکند شاہ فلک کدیوری — عالم فاقہ بردہ را توشہ دہد توانگری

مائدہ سازد از برہ بر صفت توانگراں — بزرگری کند بگاو از قبل کدیوری

موسی و سامری شود گاو و برہ بپرورد — آب خضر بر آورد زائنۂ سکندری

بتگہ تیر ازو شود روضہ صفت بتازگی — خرگہ ماہ ازو شود خلد وش از منوری

چوں بدہان شیر در خشم پلنگ آورد — روی زمیں شود ز لف پشت پلنگ پری

تیز تر از کبوتری برج بہ برج می پرد — بیضۂ زرہی نہد در بدر از سبک پری

ہر سر مہ بہ برج نو بچۂ نو بر آورد — یکسرہ برج او شود قسم دوازدہ دری

از ہمہ کشتۂ فلک دانۂ خوشہ خورد بس — چوں سوی برج خوشہ رفت از سر برج آذری

از سر خوشہ ناگہش داس شکست در گلو — کرد رگ گلوش را از سر داس نشتری

گوئی ازاں رگ گلو ریختہ اند در رزاں — اینہمہ خوں کہ میکنند آتشی معصفری

باز چو زر خالصش سخت ترازوی فلک — تا حلی خزاں کند صنعت باد آذری

ازپی صنع زرگری کورۂ گرم چہ بود — کورۂ سرد شد فلک بیں ہمہ صنع زرگری

گر همه ترازوی زر خلاص درخورد | خور به ترازوی فلک هست چو زر بدخوری
ورنه ترازو و فلک زرگر قلب کار شد | نقد عراق خوش کند زر خلاص جعفری
عید رسید و مهرگان یاد و جنیبه پی اثر | هر دو جنیبه یک عنان در گرو تگاوری
شاه طغان چرخ بین ماه و غلام سوز شب | کین قرهٔ سنقری کند وان دگر آقسنقری
شاد چو مریم از صفت عیسی نه مه پسر | کرده بسان مریمش نفخهٔ روح شوهری
عیسی خرد را کند تابش ماه دایگی | مریم عود را کند برگ درخت مجمری
میوه چو بانوی ختن وز پس حجلهای زر | زاغ چو خادم حبش پیش دوان بچاکری
تا که ترنج را خزان شکل جذام داد بر | دیرقان شده است زانکه چو نیمهٔ زعفری
نخل بجنبش آمده گر نه یهود شد چرا | پارهٔ زرد بر کتف دوخت بان مشتری
سیب چو مجمری ز زر خردهٔ عود در میان | کرده برای مجمرش نار کفیده اخگری
مه چو مشاطگان زده بر رخ سیب خالها | سیب برهنه ناف بین تا قدم از معطری
خال ز غالیه تهمتی کس روی سیب را | خال ز خون نهاده ماه اینت مشاطه فری
نم چو پری گرفته یافته صرع و کرده کف | خط معزمان شده برگ رزاز معصفری
نار همه دل و دهن دل همه خون عاشقی | سیب همه رخ و ذقن رخ همه خال دلبری
سار ز شاخسار بر زنگی چارپاره زن | خنده زنان چو زنگیان بر زنی عنبری
در بر بید بن نگر لشکر مور صف زده | کرده لوای سام بین موکب خام لشکری
گرچه درخت ریخت زر ور چه هوا فشاند در | هم نرسد بجود شان با کف شه برابری

خسرو ذوالجلالتین از ملکی و سلطنت — مستحق خلافتین از یلواج و تمتکری

قامت صاحب افسران حلقهٔ افسری شده — برده سجود افسرش پایهٔ صاحب افسری

شاه معظم اختسان آنکه رضا و خشم او — نحس بر زحل شود سعد برای مشتری

ای بحسام نیلگون یافته ملک یوسفی — بر در مصر قاهره کوفته کوس قاهری

هشت بهشت و نه فلک هست بهای دولتت — دولت یوسفیست را عقل بهفده مشتری

از فلکی شریف‌تر با شرف مشخصی — از ملکی کریم‌تر با کرم مصوری

بدر ستاره موکبی مهر فلک جنیبتی — ابر و درخش رایتی بحر نهنگ خنجری

نوح خلیل حالتی خضر و کلیم قالتی — احمد عرش همتی عیسی روح منظری

خسرو سام دولتی سام سپهر صولتی — رستم زال دانشی زال زمانه داوری

ربع زمین ز دور گهت ثلث نهند بعد ازین — زان سوی خط استوا در خط حکمت آوری

عالم نو بنا کند رای تو از مهندسی — کشور نو رقم زند فکر تو از موفری

امر تو نطفه افگند بهر سه روح تا کند — هفت محیط دایگی چار بسیط مادری

عدل تو دایگی کند ملک به پرورد چنان — کاتش و آب را دهد با گل و مل برادری

چرخ مدور از شرف عرش مربع از علو — طوف دهد تو مسکن از پی کسب سروری

خدمت زلف و رخ کنند از پی سنبل و سمن — شانه دران عربی آینه در عدو دری

کشتن حاسد ترا در حسد تو بس بود — کو بخلاف حسن تو داد داد امید بهتری

ردی بهی کجا بود در زحیر را که خود — وقت سقوط قوتش صبر خورد سقطری

در همه پیلهٔ فلک پیلور زمانه را / نیست بجنت خصم تو داروی درد مدبری
خنجر کند نائبت هم بکدوی مغز او / میدهدش مزوری تا رهد از مزوری
تیغ تو صیقل بدی ملکه خطیب ملک شد / دست تو چون عمود صبح آمد و کرد منبری
اینت مفسر ظفر خاطب اعجمی زبان / زاعجمیان عجب بود خاطبی و مفسری
قائم پنجم آسمان منتقم ششم زمین / اختر فعل و عقربی آتش و لون عبقری
پایهٔ تخت زیبدت بر سر تاج آسمان / کز سر تخت مملکت تاج ملوک کشوری
تخت حساب شد عار و کرده ز خاک تاج سر / چهره چو تاج خسروان دیده چه تخت جوهری
تاجوران ملک را فخر بگوهرت رسد / تو سر گوهری ترا مفخر تاج گوهری
تا که عروس دولت یافت عروسی از فلک / بهر عماریش کند ابلق گیتی استری
نعل ستور تو سزد حلقهٔ فرج استرت / تاج سر ملک شهی خاتم دست سنجری
چون ز گهر سخن رود در شرف جلال و کین / چون اسد و اثیر و خور ناری و نوری و نری
گر گذری کند عدو بر طرف ممالکت / زحمت او چه کم کند ملک ترا مقری
گر جنبی ز مغکده به در کعبه بگذرد / کعبه بلوث کعب او کی فتد از مطهری
پاسخ او بپاسخی باز دهی که در ظفر / ناصر رایت حقی ناسخ آیت اشری
ای حرم تو از کرم بیت حرام خسروان / چون سخن من از نکت سحر حلال خاطری
وان کرم است سرگران جان بسپهر سنگتکین / زین سخن است دل سبک عنصر طبع عنصری
تا بصفت بود فلک صورت دیر عیسوی / محور و خط استوا شکل صلیب قیصری

یاد خطاب عیسوی باسگ درگهت چنین — کافر دیر اعظمی فخر صلیب اکبری

قصیده

نثار اشک من هر شب شکرریز است پنهانی — که هست از ناشتوئیست بازانو پشیمانی
چه هم زانو شوم باغم گریبان را کنم دامن — سرم را بر سر زانو کند دامن گریبانی
سرم زان جفت زانو شد که از تن حلقه میسازم — دران حلقه ترازو دار بیاعان و جانی
دلم کعبه است تن حلقه چگونه حلقهٔ کانرا — زلبس دندانه کشتن بینی نهان زمرش بجانی
سر احرامیان عشق بر زانو به است ایرا — صفا و مروهٔ مردان سر زانوست گردانی
تو زین احرام وزان کعبه چه دیدی کز پی حشمت — زکعبه پوششی دیدست وازاحرام عریانی
شدست آئینهٔ زانو منقش از نشانهٔ دستم — که دارم چون بنفشه سر بزانو از پشیمانی
بلخ کردار خون آلودم از باران اشک آری — بلخ سر بر سر زانوست خون آلوده بارانی
هوا را دست بر بستم خرد را پای بشکستم — زصرافم چه خواهم کرد نقدانسی و جانی
هوا خفته است بستر کرده از پهلوی نومیدی — خرد مستست و بالین کرده از بازوی نادانی
ازان شد پردهٔ چشمم بخون بکری آلوده — که غم با نعیتان دیده حجتی کرده پنهانی
به بین بر روزن چشم عروس روز نظاره — که بینند بچگان دیده را در رقص جهانی
به پیچد آه من در بر چو از آتش چنبری واگه — رسن وار آتشین چنبر که گیرد نیچانی
بخوان ساده مانده است خاک سوده [illegible] — [illegible] لعل [illegible] وشکم لعل پیکانی

رقوم اشک اگر بینی بچشم و نقطه بر رویم ‌ ‌ ‌ رموز غم ز هر حرفی بمد و همزه برخوانی

به بستم حرص را چشم و شکستم آز را دندان ‌ ‌ ‌ چو میم اندر خط کاتب چو سین در حرف دیوانی

متاع آمد میان عیسی و من گلشن وحدت ‌ ‌ ‌ بجان آن نیمه بخریدم هم از عیسی بارزانی

دل از تعلیم غم پیچید معاذ الله که بگذارم ‌ ‌ ‌ که غم پیر دبستانست و دل طفل شبستانی

ازان چون لوح طفلانم بسرخ شاک و نسرنج ‌ ‌ ‌ که دل را نشرهٔ عیدیست ازان پیر دبستانی

شب غمهای من چون شد بصبح شادی آبستن ‌ ‌ ‌ شود سامان نقب من همه بر گنج سامانی

فلک چون آتش دهقان سنان کین کشد بر من ‌ ‌ ‌ که بر ملک سیحم هست مساحی و دهقانی

مرا شد گلشن عیسی و زیر شاخ آفتاب آنکه ‌ ‌ ‌ سپهر فرمود دیلم وار و زو چین کرد ماکانی

مرا آئینهٔ وحدت نماید صورت عنقا ‌ ‌ ‌ مرا پروانهٔ عزلت دهد ملک سلیمانی

چه جای عزلت و ملکست کانجا ساهمت خوان ‌ ‌ ‌ که عنقا مور خوان گشت و سلیمان مرد هم خوانی

اگر چون عیسی از خورشید سازم خونچه زرین ‌ ‌ ‌ پر طاوس فردوسی کند بر خوان مگس رانی

بدست همت از خاطر برانم غم که سلطانان ‌ ‌ ‌ مگس را نها کنند از پر طاوسان بستانی

نگوئی بر دلست از دهر و بد بر طبع آلوده ‌ ‌ ‌ طرب هر دم سست از عید و غم بر گاو قربانی

دلم را منزلی پیش است وا پس ماندگان از پس ‌ ‌ ‌ که راهش سنگلاخ ست و سم افگنده سپ پالانی

به هفتاد آب و خاک از دل بشویم گرد ظلمت را ‌ ‌ ‌ که هفتادش حجب پیش است هر هفتاد ظلمانی

دل اینجا علتی دارد که نصیحی نیست دردش را ‌ ‌ ‌ هنوز آن روز نش بستست و او بیمار بحرانی

هنوز اسفندیار من نرفته از هفتخوان بیرون ‌ ‌ ‌ [illegible] پیش در ورد در ره رویین عروسانند زندانی

لم چوں بر نشستن خواست سلطانِ خرد گفتا — که برباد هوس منشیں که شمع روح بنشانی

ریدی آفتاب جاں در اصطرلاب اندیشه — نخواندی احسن التقویم در تحویل انسانی

هرزه است آنچه دیدستی غلط است آنچه خواندستی — نه جهل عالمی نطقی نه قاصر علم یزدانی

پست شرع لبس طبع میدر گر خردمندی — به آبِ عقل حیض نفس میشوی ار مسلمانی

چو طاؤس است چه باید لبس اگر بازی هوا گیری — چو خرگوشت چه باید حیض اگر شیر نیستانی

تراگفتند ازیں بازار مگذر خاک بیزی کن — که اینجا ریزها ریزند صرافان ربانی

مقامت خاک بیزی راست تا زر باید ستاری — تو زر در خاک می ریزی و آخر دست میمانی

اگر خواهی گرفت از زیر روزی روزهٔ عزلت — کلوخ انداز را از دیده راوق ریز ریحانی

چه سود از لوح اگر مانند نقطه اولیس حرفی — که از روی گرانباری ز ابجد حرف پایانی

اگر یکره نماز مرده خواهی کرد بر گیتی — وضو از آب داماں کن که لبس آلوده دامانی

دریں علت سرای دهر خرسندی طینت لبس — چه تسکیں ساز او باشد کند درد تو درمانی

بخوانِ دهر چوں دولاب یابی کاسها شسته — که بر دولاب گردوں هست کارش کاسه گردانی

عیار و مهر کم از رست و یادم زانش همت — ز درش زلف ست چوں آتش بار ز اغیست ارزانی

بکشتی ماند ایں ایام و بادش چرخ سرگرداں — باعمی ماند ایں گیتی و قائد باد آبانی

فلک هم مرکبِ تندست کز جولانگه گیتی — عناں بر پاره هم دارد ز روی تنگ میدانی

همه دور فلک جورست تو دام فلک داری — ز پیکار فلک بیروں توانی رفت نتوانی

فلک آشفته بدبختی ست در کار نکوکاراں — چه بخشی بار بدبختی کش از مستی و حیوانی

اگر با جنت پر ماده قرینند این خداوران
تو چون دوران بفحلی ساز کافر محل دیوانی

بهر ناسازی در سازو دل با ناخوشی خوش کن
که آب زیر کاه است و کمالت زیر نقصانی

بمعلولی تن اندر ده که یاقوت از فروغ خور
سفر جل رنگ بود اول که آخر گشت رمانی

چو خورشید و چو ایما شو که ویرانها کنی روشن
برهنه خلعها می بخش اگر خورشید و ایمانی

چو درویشی بدرویشان نظر کن که جرم خور
بعوری کرد عور از افتاب پوش زمستانی

اگر بر بوی یکرنگی گزیرت نیست از یاران
بیار بد قناعت کن که بی یاریست بی جانی

ز عیسی داشت از یاران کمینه سوزنی در بر
نه سوزن شبه و جالست یکچشم صفاهانی

دگر عنقائی از مرغان ز کوه قاف دین مگذر
که چون بی قاف شد عنقا عنا گردد ز نالانی

سلاح از بهر دین بهتر که زنبور از پی شهدی
چو کیلی کور دین پوشست ز دین کرد کیلانی

از آن در خرقه آدم خشن خوئی که در باطن
مرقع وار ابلیسی ملمع کار شیطانی

ترا در رنگ آزادان کجا معنی آزادی
کلاه ارزق پوشی چون پیکان خشن سیرت چو سوهانی

از آن بر سر زنندت تیک چون پاپیل ابرا
که سندانی و در تن هیچ شکل کعبه را مانی

ز جیب موسوی لافی و پس چون امت موسی
نه اهل تیغ آیاتی که مرد سنج الوانی

فرو کن قطع آزادی برافکن لام درویشی
که با لام سیه پوشان نماند لات لا فانی

یهود آسا غیار و وز بر کتف مسلمانان
اگر شان بر درا غیار دین هیچ بد بانی

مسیحی جان سک بیدار تا چون سگساران
چو سگ در پیش سگساران بلا به دم بجنبانی

بنفس پیر زن ماند به سوزن تا کسان کاوی
بو عنو باطل کند وا خر ندا ... ناپستانی

هوا چون خاکپای و آذ خوک پایگاهست شد　　خراج از ده هر قومی جوی در ولی روی نستانی
چه باشی مشک سقایان گهی دق و گه استسقا　　نثار افشان هر خان ز کوة استان هر خوانی
عمارت جوی شد طاوس ازان پای گلین وارد　　ولیکن سر بزرگی یافت بوم از جای ویرانی
شبه را کز سیه پوشی بر آمد نام آزادی　　به از یاقوت اطلس پوش و داغ بندهٔ فرمانی
نماند آب وفا جای مگر در جوی درویشان　　بر آب دانهٔ ایشان بساز از مرغ ایشانی
چه آزادند درویشان ز آسیب گرانباری　　چه محتاجند سلطانان باسباب جهانبانی
بدا سلطانیا کورا بود رنج دل آشوبی　　خوشا درویشیا کورا بود گنج تن آسانی
پس از سی سال روشن گشت بر خاقانی این معنی　　که سلطانیست درویشی و درویشیست سلطانی
ز دیوان ازل منشور کار دل درمیان آمد　　امیری جمله را دادند سلطانی بخاقانی
بجوان معنی آرائی براهیمی پدید آمد　　ز پشت آذر صنعت علی نجار شروانی
سخن گفتن بکنه ختم ست می بینی دمی پرسی　　فلک را بین که میگوید بخاقانی بخاقانی
دگر بر احمد مختار خواند این چنین شعری　　ز صدر او ندا آید که قد احسنت حسانی
عراقم جلوه کرد امسال بر لشکرگه سلطان　　که بودش ز آفتاب خاطرم لاف خراسانی
چو آواز وفات ناصر الدین در عراق آمد　　من و خاک عراق آشفته گشتم از پریشانی
بنالد جان ابراهیم و گرید دیدهٔ کعبه　　برابراهیم ربانی و کعبه صدق ربانی
مرا او بود هم نوح و هم ابراهیم و دیگر کس　　همه کنعان و نااهلند با نمرود کنعانی
خلافت وار احمد بود و هم احمد ندا کردش　　که فاروق فریقینی و ذوالنورین فرقانی

دل از هُش رفت چون موسیٰ تن پیچید چون ثعبا — که مرد آن موسی دستی که کلکش کرد ثعبانی

ز قطرانِ شب کافورِ روزم حاصل این آمد — که از غم دیده کافوریست از غم جامه قطرانی

اگر کافور یا قطران رهِ زادن فرو بندد — مرا کافور و قطران زاد داغ و درد پنهانی

دلم مرگ پسر غم سوخت در جانم زد آن آتش — که ریش عرق شریان گشت و دور روح حیوانی

سخن در ماتم ست اکنون که من چون حسن مریم از اول — در گفتن فرو بستم بمرگ عیسی ثانی

علی را گو که غوغای حوادث کشت عثمان را — علی دار از جهان بگسل که ماتم دار عثمانی

وحید ادریسِ عالم بود و لقمانِ جهانِ ما — چو مرگ آمد چه سودش داشت ادریسی و لقمانی

بیکدم باز رست از چرخ و ننگِ سعد و نحسِ او
که این تثلیث برجیس ست آن تربیع کیوانی

۱۹۳۰ ع

